بدمذہب سے نکاح

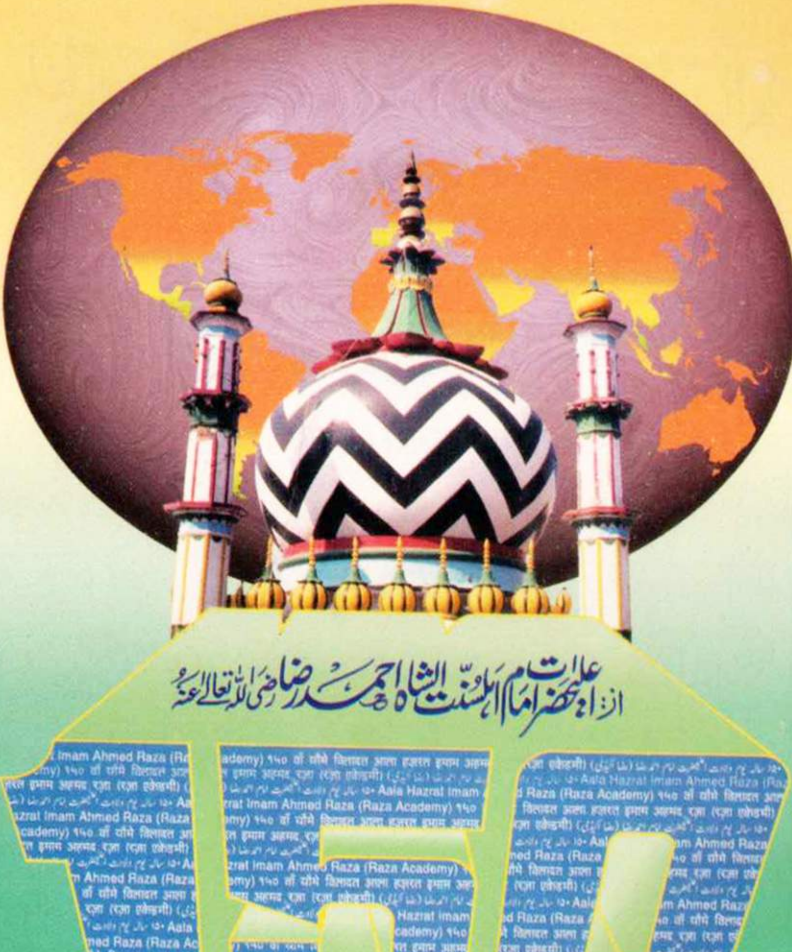

از: اعلیحضرت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناشر: رضا اکیڈمی ممبئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار

۱۳۱۶ھ

تصنیف

اعلیٰحضرت امام اہلِ سُنت مجدد دین وملت

مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمہ عربی عبارات

حافظ محمد عبد الستار سعیدی ناظمِ تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

تخریج وتصحیح

مولانا نذیر احمد سعیدی

بفیض حضور مفتی اعظم علامہ حضرت شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی ۲۶ کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳

فون: ۳۷۰۲۲۹۶

سلسلۂ اشاعت ۲۷۰

نام کتاب ——— ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار
۱۳۱۶ھ

مصنف ——— اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمہ عربی عبارات ——— حافظ محمد عبد الستار سعیدی ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

تخریج و تصحیح ——— مولانا نذیر احمد سعیدی

سن اشاعت ——— سنہ ۱۴۲۲ھ سنہ ۲۰۰۱ء

ناشر ——— رضا اکیڈمی ۲۶ کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳

طباعت ——— رضا آفسیٹ بمبئی ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

پیش لفظ

عروس البلاد ممبئی میں چند مخلصینِ اہل سنّت کی مشترکہ کوشش سے ۱۹۷۸ء سنہ میں رضا اکیڈمی کا قیام ہوا اور اس نے بفضلہٖ تعالیٰ مسلکِ اہلِ سنّت کے فروغ و استحکام میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ دردمند اور باشعور سنّی عوام و خواص کے مختلف حلقوں میں اس نے اسلام و سنّیت کی بیش بہا خدمات انجام دے کر کئی شہروں میں اپنی متحرک و فعال شاخیں بھی قائم کیں اور علماء اہل سنّت بالخصوص امام اہل سنّت مجدد دین و ملت اعلیٰحضرت امام احمد رضا حنفی قادری برکاتی بریلوی قدس سرہٗ کی کتب و رسائل بڑی تعداد میں شائع کر کے ملک کے گوشے گوشے تک پہنچایا۔

علماء اہل سنّت اور اعلیٰحضرت محدث بریلوی کی ابتک دوسو چھیاسٹھ ۲۶۶ کتابیں رضا اکیڈمی ممبئی شائع کر چکی ہے مزید برآں اس سال دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے صد سالہ جشن اور اعلیٰحضرت محدث بریلوی کے ۱۵۰ سالہ یوم ولادت کے موقعہ پر دسیوں رسائل رضویہ فتاویٰ رضویہ مترجم شائع کردہ رضا فاؤنڈیشن لاہور سے عکس لے کر شائع ہو رہے ہیں۔

رضا اکیڈمی ممبئی اپنے مشن کو دور دراز خطوں اور ہر طبقے تک پہنچانے کیلئے شب و روز کوشاں ہے اور اس کا پیغام بھی یہی ہے کہ

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروروں درود

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلّم کے صدقہ و طفیل میں رضا اکیڈمی سے دین و سنّیت کی زیادہ سے زیادہ خدمات لے اور اس کی ہر خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اسیر مفتی اعظم محمد سعید نوری

رضا اکیڈمی ممبئی۔ ۲۸ محرم الحرام ۱۴۲۲ سنہ ھ / ۲۳ ؍ اپریل ۲۰۰۱ سنہ ء

ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار

۱۶ ۱۳

(معزّز خواتین کو جہنّم کے کتّوں کے نکاح میں نہ دیتے ہُوئے انھیں رُسوائی سے بچانا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و حامیانِ شرع متین اس بارہ میں کہ ایک عورت سنّیہ حنفیہ جس کا باپ بھی سنّی حنفی ہے اس کا نکاح ایک غیر مقلد وہابی سے کر دینا جائز ہے یا ممنوع ؟ اس میں شرعًا گناہ ہوگا یا نہیں ؟ بینوا توجروا

مستفتی محمد خلیل اللہ خاں از ریاست رامپور دولت خانہ حکیم اجمل خاں صاحب

الجواب از دفتر تحفہ حنفیہ پٹنہ محلہ لودی کٹرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

نکاح مذکور ممنوع و ناجائز و گناہ ہے۔ غیر مقلدین زماں کے بہت عقاید کفریہ وضلالیہ کتاب "جامع الشواہد فی اخراج الوہابیین عن المساجد" میں اُن کی تصانیف سے نقل کیے اور ان کا گمراہ و بدمذہب ہونا بروجہ احسن ثابت کیا اور حدیث ذکر کی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے بدمذہبوں کی نسبت فرمایا:

ولا تؤاکلوھم و لا تشاربوھم یعنی ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ اور پانی نہ پیو

ولا تناکحوھم[1] ۔ اور بیاہ شادی نہ کرو۔

اور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی تفسیر سے نقل کیا ہے کہ،

ہرکہ با بدعتیان اُنس و دوستی پیدا کند نورِ ایمان و حلاوت آں از وے برگیرند[2]

جو شخص بدعقیدہ لوگوں سے دوستی اور پیار کرتا ہے اس سے نورِ ایمان سلب ہوجاتا ہے۔ (ت)

اور طحطاوی حاشیۂ درمختار سے نقل کیا:

من کان خارجا من ھذہ المذاھب الاربعۃ فی ذٰلک الزمان فھو من اھل البدعۃ والنار[3] ۔

جو اس زمانے میں ان چاروں مذہب سے خارج ہو وُہ بدعتی اور دوزخی ہے۔

کثرت سے علمائے مشاہیر کی اس پر مُہریں ہیں، بالجملہ اگر غیر مقلد عقیدۂ کفریہ رکھتا ہو تو اس سے نکاح محض باطل و زنا ہے کہ مسلمان عورت کا کافر سے نکاح اصلاً صحیح نہیں اور اگر عقیدۂ کفریہ نہ بھی رکھتا ہو تو بد مذہب سے مناکحت بحکم آیت و حدیث منع ہے، حدیث اوپر گزری، اور آیت یہ ہے قال اللہ تعالٰی،

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار[4] ۔

نہ میل کرو ظالموں کی طرف کہ تمھیں چھوئے گی آگ دوزخ کی۔

ناظمِ ندوہ نے اپنے فتوے عدم جواز نکاح سنیہ و شیعہ مطبوعہ مطبع نظامی میں اسی آیت سے استدلال کیا ہے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

السَّاطر الوازر المعتصم بذیل سیدہ و مولاہ امیر المؤمنین سیدنا الصدیق العتیق التقی عبد الوحید غلام صدیق الحنفی الفردوسی العظیم آبادی عفاعنہ ربہ ذوالایادی۔

فتوائے علمائے پٹنہ

(۱) اصاب من اجاب (جو جواب دیا گیا ہے درست ہے۔ ت)

حافظ محمد فتح الدین پنجابی (صدر مجلس اہلسنت پٹنہ، مقیم مرشد آباد)

---

[1] الضعفاء الکبیر ترجمہ ۱۵۳ احمد بن عمران دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۱۲۶

کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۴۶۸ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۱/۵۲۹

[2] تفسیر عزیزی پارہ ۲۹ آیۃ ودّوالوتدھن فیدھنون کے تحت افغانی دار الکتب لال کنواں دہلی ص ۵۶

[3] طحطاوی علی الدرالمختار کتاب الذبائح دارالمعرفۃ بیروت ۴/۱۵۳

[4] القرآن ۱۱/۱۱۳

(۲) ھذا ھو الحق الصریح وما سواہ باطل قبیح (یہ جواب حق صریح ہے اور اس کے سوا باطل قبیح ہے۔ ت)

محمد امیر علی (مرحوم)، سابق ہیڈ مولوی ماڈل اسکول پٹنہ

فتوائے علمائے بہار

(۱) مبسلا و محمدا و مصلیا اما بعد ما قالہ العلامہ وافادہ الفہامہ حق صریح ومحقق صحیح جدیر بالاعتماد و حقیق بالاستناد ودونہ خرط القتاد و لاینکرہ الا اھل الغی والعناد والبغی والفساد۔

بسملہ، تحمید اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود کے بعد، جو کچھ حضرت علامہ و فہامہ نے کہا وہ واضح حق، مثبت وصحیح، لائق اعتماد واستناد ہے اور اس کا خلاف مشکل ہے، اور سوائے گمراہ، ہٹ دھرم، باغی اور فسادی کے کوئی اس کا انکار نہیں کرسکتا۔ (ت)

کتبہ خویدم الطلبہ ابوالاصفیا محمد عبدالواحد خاں رامپوری بہاری عفا عنہ

(۲) من کان من زمرۃ محمد بن عبدالوھاب ممن یتھمون عامۃ امۃ مرحومۃ بالشرك والکفر علی زعمھم الفاسد وفھمھم الکاسد فھو من الزنادقۃ والملاحدۃ و لایجوز بہ المناکحۃ والمخالطۃ و کذلك من کان من الغیر المقلدین من یرکن الی المجسمیۃ والمشبھیۃ والرافضۃ فی السوء۔

تمام امتِ مرحومہ کو اپنے زعم فاسد اور فہم کاسد کی بناء پر شرک وکفر کے ساتھ متہم کرنے والے محمد بن عبدالوہاب کے گروہ سے تعلق رکھنے والا شخص زندیق وملحد ہے اس کے ساتھ نکاح اور میل جول ناجائز ہے، اور یہی حکم اس شخص کا بھی ہے جو غیر مقلدین میں سے اور مجسمیہ، مشبہیہ اور روافض کی طرف میلان رکھتا ہو۔ (ت)

حررہ محمد یوسف بہاری

(۳) اصاب من اجاب جزی اللہ المحقق المدقق وحامی السنۃ وماحی البدعۃ مولانا منتظم التحفۃ خیر

مجیب نے درست جواب دیا۔ محقق، مدقق، سنّت کے حامی، بدعت کو مٹانے والے، ہمارے سردار اور تحفہ حنفیہ کے منتظم کو اللہ تعالٰی

الجزاء - واللہ اعلم بالصواب و الیہ المرجع والمآب۔

بہترین جزا عطا فرمائے۔ اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے اور اسی کی طرف ہی لوٹنا ہے (ت)

جناب مولانا حکیم (ابو البرکات)، استھانوی بہاری

(۴) حامدا ومصلیا قد صح ما فی ھذہ الفتوی کیف لا وھی مملوۃ من الروایات الفقھیۃ المعتبرۃ والاحادیث الصحیحۃ فالمجیب مصیب بلا امتراء جزاہ اللہ سبحٰنہ بفضلہ الاوفی خیر الجزاء حیث صرف ھمۃ العلیا و بذل جھدہ بالنھج الاعلی فی رد الکلمات السفلی من اجاب فقد اصاب ودونہ خرط القتاد، واللہ اعلم بالصواب فقط۔

اللہ تعالٰی کی حمد کرتے اور نبی کریم پر درود بھیجتے ہوئے کہتا ہوں کہ جو کچھ اس فتوٰی میں ہے درست ہے، کیسے نہ ہو جبکہ یہ فتوی معتبر فقہی روایات اور صحیح احادیث سے لبریز ہے اور مجیب بلاشبہ مصیب ہے۔ اللہ تعالٰی اپنے بے انتہا فضل سے مجیب کو جزائے خیر عطا فرمائے جس نے کلمات سفلی کے رد میں اپنی بلند ہمتی اور سعیِ بلیغ کو کامل طریقے سے بروئے کار لایا۔ مجیب نے درست کہا جس کے خلاف کہنا مشکل و ناممکن ہے واللہ تعالٰی اعلم بالصواب فقط۔ (ت)

حررہ خویدم الطلبۃ الراجی الی رحمۃ ربہ المنان السید محمد سلیمان اشرف البھاری المرادی عفی عنہ

(۵) حامدا ومصلیا، الجواب حق فماذا بعد الحق الا الضلال۔

اللہ تعالٰی کی حمد کرتے اور نبی اقدس پر درود بھیجتے ہوئے کہتا ہوں کہ جواب حق ہے اور حق کے بعد سوائے گمراہی کے کچھ نہیں۔ (ت)

کتبہ خادم الطلبہ خاکسار سید ناظر حسین بہاری المرادی

فتوائے علمائے بدایوں

(۱) المجیب مصیب (جواب درست ہے۔ ت)

محب الرسول عبد القادر قادری

(۲) لاریب فیہ (اس میں کوئی شک نہیں۔ ت)

مطیع الرسول محمد عبد المقتدر قادری

(۳) الجواب صحیحٌ (جواب صحیح ہے۔ ت)

محمد عبد القیوم قادری

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

الحمد للہ الذی لم یرتض الطیبات الا للطیبین الاخیار وترك الخبیثین للخبیثات الاقذار والصلوٰۃ والسلام علی من امرنا بالتجنب عن کلاب النار وعلٰی اٰلہ وصحبہ الشاھرین سیوفھم علٰی رءوس المبتدعین الفجار۔

اُس اللہ تعالٰی کے لیے حمد ہے جس نے طیبات کو صرف طیب لوگوں کے لیے منتخب فرمایا اور خبیث خبیث لوگوں کیلئے چھوڑ رکھا ہے اور صلوٰۃ وسلام اس پر جس نے ہمیں جہنم کے کتوں سے بچنے کا حکم فرمایا ہے اور آپ کے آل و اصحاب پر جو بدعتی فاجر لوگوں پر اپنی تلواریں لہرا رہے ہیں۔ (ت)

فی الواقع صورت مستفسرہ میں وہ نکاح یا تو شرعاً محض باطل و زنا ہے یا ممنوع و گناہ ۔ سائل سنی صاحب معاملہ سُنّی و سنّیہ ، برادرانِ سنّت ہی سے خطاب ہے اور انھیں کو حکم شرع سے اطلاع دینی مقصود کہ ایک ذرا بنگاہِ غور ملاحظہ فرمائیں ، اگر دلیل شرعی سے یہ احکام ظاہر ہو جائیں تو سنّی بھائیوں سے توقع کہ نہ صرف زبانی قبول بلکہ ہمیشہ اسی پر عمل فرمائیں گے اور اپنی کریمہ عزیزہ بنات و اخوات کو ہلاک و ابتلا اور دین و ناموس میں گرفتاری بلا سے بچائیں گے وباللہ التوفیق ۔ وہابی ہو یا رافضی جو بدمذہب عقاید کفریہ رکھتا ہے جیسے ختم نبوت حضور پر نور خاتم النبیین صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا انکار یا قرآنِ عظیم میں نقص و دخل بشری کا اقرار ، تو ایسوں سے نکاح باجماع مسلمین بالقطع والیقین باطل محض و زنائے صرف ہے اگرچہ صورت صورت سوال کی عکس ہو یعنی سُنّی مرد ایسی عورت کو نکاح میں لانا چاہے کہ مدعیانِ اسلام میں جو عقائد کفریہ رکھیں ان کا حکم مثل مرتد ہے کما حققنا فی المقالۃ المسفرۃ عن احکام البدعۃ المکفرۃ (جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ "المقالۃ المسفرۃ عن احکام البدعۃ والمکفرۃ" میں تحقیق کی ہے ۔ ت) ظہیریہ و ہندیہ و حدیقہ ندیہ وغیرہا میں ہے : احکامھم مثل احکام المرتدین[1] (ان کے احکام مرتدین والے ہیں ۔ ت) اور مرتد مرد خواہ عورت کا نکاح تمام عالم میں کسی عورت و مرد مسلم یا کافر مرتد یا اصلی کسی سے نہیں ہو سکتا ۔ خانیہ و ہندیہ وغیرہما میں ہے :

واللفظ للاخیرۃ لایجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ وکذلك لایجوز نکاح المرتد مع احد کذا فی المبسوط[2]۔

دوسری کے الفاظ یہ ہیں مرتد کے لیے کسی عورت ، مسلمان ، کافرہ یا مرتدہ سے نکاح جائز نہیں ، اور یونہی مرتدہ عورت کا کسی بھی شخص سے نکاح جائز نہیں ، جیسا کہ مبسوط میں ہے ۔ (ت)

---

[1] حدیقہ ندیہ الاستخفاف بالشریعۃ کفر مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/۳۰۵

[2] فتاوٰی ہندیہ القسم السابع المحرمات بالشرك کتاب النکاح نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۲۸۲

اور اگر ایسے عقائد خود نہیں رکھتا مگر کبرائے وہابیہ یا مجتہدین روافض خذلہم اللہ تعالٰی کہ وُہ عقاید رکھتے ہیں انھیں امام و پیشوا یا مسلمان ہی مانتا ہے تو بھی یقیناً اجماعاً خود کافر ہے کہ جس طرح ضروریاتِ دین کا انکار کفر ہے یونہی اُن کے منکر کو کافر نہ جاننا بھی کفر ہے۔ وجیز امام کردری و درمختار و شفائے امام قاضی عیاض وغیرہا میں ہے:

و اللفظ للشفاء مختصراً اجمع العلماء ان من شك فى كفره وعذابه فقد كفر[1] — شفاء کے الفاظ اختصاراً یہ ہیں، علماء کا اجماع ہے کہ جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ کافر ہے(ت)

اور اگر اس سے بھی خالی ہے ایسے عقائد والوں کو اگرچہ اس کے پیشوایانِ طائفہ ہوں صاف صاف کافر مانتا ہے (اگرچہ بد مذہبوں سے اس کی توقع بہت ہی ضعیف اور تجربہ اس کے خلاف پر شاہد قوی ہے) تو اب تیسرا درجہ کفریات لزومیہ کا آئے گا کہ ان طوائف ضالہ کے عقائد باطلہ میں بکثرت ہیں جن کا شافی و وافی بیان فقیر کے رسالہ الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوھابیۃ (۱۳۱۲ھ) میں ہے اور بقدر کافی رسالہ سل السیوف الھندیۃ علی کفریات بابا النجدیۃ (۱۳۱۲ھ) میں مذکور، اور اگر کچھ نہ ہو تو تقلیدِ ائمہ کو شرک اور مقلدین کو مشرک کہنا ان حضرات کا مشہور و معروف عقیدۂ ضلالت ہے یونہی معاملات انبیاء و اولیاء و اموات و احیاء کے متعلق صدہا باتوں میں ادنٰی ادنٰی بات ممنوع یا مکروہ بلکہ مباحات و مستحبات پر جابجا حکم شرک لگا دینا خاص اصل الاصول وہابیت ہے جن سے اُن کے دفاتر بھرے پڑے ہیں، کیا یہ امور مخفی و مستور ہیں، کیا اُن کی کتابوں زبانوں رسالوں بیانوں میں کچھ کمی کے ساتھ مذکور ہیں، کیا ہر سنّی عالم و عامی اس سے آگاہ نہیں کہ وُہ اپنے آپ کو موحد اور مسلمانوں کو معاذ اللہ مشرک کہتے ہیں آج سے نہیں شروع سے ان کا خلاصۂ اعتقاد یہی ہے کہ جو وہابی نہ ہو سب مشرک۔ ردالمحتار میں اسی گروہ وہابیہ کے بیان میں ہے:

اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشركون[2] — ان کا اعتقاد یہ ہے کہ وہی مسلمان ہیں اور جو عقیدہ میں ان کے خلاف ہو وُہ مشرک ہے (ت)

فقیر نے رسالہ النہی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید (۱۳۰۵ھ) میں واضح کیا کہ خاص مسئلۂ تقلید میں ان کے مذہب پر گیارہ سو برس کے ائمۂ دین و علمائے کاملین و اولیائے عارفین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین معاذ اللہ سب مشرکین قرار پاتے ہیں خصوصاً وُہ جماہیر ائمۂ کرام و ساداتِ اسلام و علمائے اعلام جو تقلید شخصی پر سخت شدید تاکید فرماتے اور اس کے خلاف کو منکر و شنیع و باطل و فظیع

---

[1] کتاب الشفاء — القسم الرابع — الباب الاول — دار سعادت بیروت — ۲۰۸/۲

درمختار — کتاب الجہاد — باب المرتد — مجتبائی دہلی — ۳۵۶/۱

[2] ردالمحتار — باب البغاۃ — دار احیاء التراث العربی بیروت — ۳۱۱/۲

بتاتے رہے جیسے امام حجۃ الاسلام محمد غزالی و امام برہان الدین صاحب ہدایہ و امام احمد ابوبکر جوزجانی و امام کیاہراسی و امام ابن سمعانی و امام اجل امام الحرمین و صاحبان خلاصہ و ایضاح و جامع الرموز و بحرالرائق و نہرالفائق و تنویرالابصار و درمختار و فتاوٰی خیریہ و غمزالعیون و جواہر اخلاطی و ملتقیٰ و سراجیہ و مصفّٰی و جواھر و تتارخانیہ و مجمع و کشف و عالمگیریہ و مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی و جناب شیخ مجدد الف ثانی وغیرہم ہزاروں اکابر کے ایمان کا تو کہیں پتا ہی نہیں رہتا اور مسلمان تو نرے مشرک بنتے ہیں یہ حضرات مشرک گر ٹھہرتے ہیں والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالٰی ، اور جمہور ائمۂ کرام فقہائے اعلام کا مذہب صحیح و معتمد و مفتی بہ یہی ہے کہ جو کسی ایک مسلمان کو بھی کافر اعتقاد کرے خود کافر ہے ۔ ذخیرہ و بزازیہ و فصول عمادی و فتاوٰی قاضی خاں و جامع الفصولین و خزانۃ المفتین و جامع الرموز و شرح نقایہ برجندی و شرح وہبانیہ و نہرالفائق و درمختار و مجمع الانہر و احکام علی الدرر و حدیقہ ندیہ و عالمگیری و ردالمحتار وغیرہا عامۂ کتب میں اس کی تصریحات واضحہ ہیں کتب کثیرہ میں اسے فرمایا : المختار للفتوٰی[۱] (فتوٰی کے لئے مختار ۔ ت) شرح تنویر میں فرمایا ، بہ یفتی[۲] (اسی پر فتوٰی دیا جاتا ہے ۔ ت) یہ افتاد تصحیحات اُس قول اطلاق کے مقابل ہیں کہ مسلمانوں کو کافر کہنے والا مطلقاً کافر اگرچہ محض بطور دشنام کہے نہ از راہِ اعتقاد ۔ جامع الفصولین میں ہے :

قال لغیرہ یا کافر قال الفقیہ الاعمش البلخی کفر القائل وقال غیرہ من مشائخ بلخ لایکفر فاتفقت ھذہ المسألۃ ببخارٰی اذا جاب بعض ائمۃ بخارٰی انہ کفر فرجع الجواب الٰی بلخ فمن افتی بخلاف الفقیہ الاعمش رجع الی قولہ وینبغی ان لایکفر علٰی قول ابی اللیث وبعض ائمۃ بخارٰی والمختار للفتوٰی فی جنس ھذہ المسائل ان قائل ھذہ المقالات لو اراد الشتم ولا یعتقد کافرا لایکفر ولو

کسی نے غیر کو کہا "اے کافر" تو امام اَعمش فقیہ بلخی نے فرمایا وہ کافر ہوگیا اور ان کے علاوہ دیگر مشائخ نے فرمایا : وُہ کافر نہ ہوگا ، اور یہی مسئلہ بخارٰی میں پیش آیا تو بخارٰی کے بعض ائمہ نے فرمایا : وُہ کافر ہوگیا ۔ جب یہ جواب بلخ پہنچا تو جن لوگوں نے امام اَعمش فقیہ کے خلاف فتوٰی دیا تھا انھوں نے رجوع کرکے اَعمش کے قول سے اتفاق کرلیا اور ابواللیث اور بخارٰی کے بعض ائمہ کے نزدیک کافر نہ کہنا مناسب ہے جبکہ اس قسم کے مسائل میں فتوٰی یہ ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے والے نے اگر گالی مراد لی ہو اور کفر مراد نہ لیا تو کافر نہ ہوگا ، اور اگر اس نے

---

[۱] جامع الفصولین — فی مسائل کلمات الکفر — اسلامی کتب خانہ کراچی — ۲/ ۳۱۱

[۲] درمختار — باب التعزیر — مطبع مجتبائی دہلی — ۱/ ۳۲۷

اعتقد کافر اکفر[1] اھ باختصار۔ — کفر کا اعتقاد کیا تو وہ کافر ہے اھ اختصاراً (ت)

تو فقہائے کرام کے قول مطلق و حکم مفتی بہ دونوں کے رو سے بالاتفاق ان پر حکم کفر ثابت، اور یہی حکم ظواہر احادیث صحیحہ جلیلہ سے مستفاد صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہا میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کی حدیث سے ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایما امرئ قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدھما[2] ان کان کما قال والا رجعت الیہ[3]۔ — جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے ان دونوں میں ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی، اگر جسے کہا وہ فی الحقیقۃ کافر ہے تو خیر، ورنہ یہ کفر کا حکم اسی قائل پر پلٹ آئے گا۔ (ت)

نیز صحیحین وغیرہما میں حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث سے ہے:

لیس من دعا رجلا بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذلک الاحار علیہ[4]۔ — جو کسی کو کفر پر پکارے یا خدا کا دشمن بتائے اور وُہ ایسا نہ ہو تو اس کا یہ قول اسی پر پلٹ آئے۔

طرفہ یہ کہ ان حضرات کو ظواہر احادیث ہی پر عمل کرنے کا بڑا دعوٰی ہے، تو ثابت ہُوا کہ حدیث وفقہ دونوں کے حکم سے مسلمان کی تکفیر کرنے والے پر حکم کفر لازم، نہ کہ لاکھوں کروڑوں ائمہ و اولیا و علماء کی معاذ اللہ تکفیر ان صاحبوں کا خلاصۂ مذہب ابھی رد المحتار سے منقول ہوا کہ جو وہابی نہیں سب کو مشرک مانتے ہیں اسی بنا پر علامہ شامی رحمہ اللہ تعالٰی نے انھیں خوارج میں داخل فرمایا اور وجیز کردری میں ارشاد ہے،

یجب اکفار الخوارج فی اکفارھم جمیع الامۃ سواھم[5]۔ — خوارج کو کافر کہنا واجب ہے اس بنا پر کہ وُہ اپنے ہم مذہب کے سوا سب کو کافر کہتے ہیں۔

لاجرم الدرر السنیۃ فی الرد علی الوھابیۃ میں فرمایا:

ھٰؤلاء الملاحدۃ المکفرۃ للمسلمین[6]۔ — یعنی یہ وہابی ملحد بے دین کہ مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں۔

---

[1] جامع الفصولین — فی مسائل کلمات الکفر — اسلامی کتب خانہ کراچی — ۲/ ۳۱۱

[2] صحیح البخاری — باب من اکفر اخاہ الخ — قدیمی کتب خانہ کراچی — ۲/ ۹۰۱

[3] صحیح مسلم — باب بیان حال ایمان من قال اخیہ المسلم یا کافر — " " " — ۱/ ۵۷

[4]

[5] فتاوٰی بزازیہ علی ہامش فتاوٰی ہندیۃ — نوع فیما یتصل بہا مما یجب اکفارہ الخ — نورانی کتب خانہ پشاور — ۶/ ۳۱۸

[6] الدرر السنیۃ فی الرد علی الوہابیۃ — المکتبۃ الحقیقۃ استنبول ترکی — ص ۳۸

پھر یہ بھی ان کے صرف ایک مسئلہ ترکِ تقلید کی رُو سے ہے باقی مسائل متعلقہ انبیاء و اولیاء وغیرہم میں ان کے شرک کی اُونچی اُڑانیں دیکھئے۔ فقیر نے رسالہ الکمال الطامۃ علیٰ شرک سوی بالامور العامۃ میں کلامِ الٰہی کی ساٹھ ۶۰ آیتوں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تین سو ۳۰۰ حدیثوں سے ثابت کیا ہے کہ ان کے مذہب نامہذب پر نہ صرف اُمّتِ مرحومہ بلکہ انبیائے کرام وملائکہ عظام وخود حضور پُرنور سید الانام علیہ وعلیہم افضل الصلاۃ والسلام حتیٰ کہ خود رب العزّۃ جل وعلا تک کوئی بھی شرک سے محفوظ نہیں ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلیّ العظیم، پھر ایسے مذہب ناپاک کے کفریات واضحہ ہونے میں کون مسلمان تامل کرسکتا ہے، پھر یہ عقاید باطلہ ومقالات زائغہ جب ان حضرات کے اصول مذہب ہیں تو کسی وہابی صاحب کا ان سے خالی ہونا کیونکر معقول، یہ ایسا ہوگا جس طرح کچھ روافض کو کہا جائے تبرّا وتفضیل سے پاک ہیں، اور بالفرض تسلیم بھی کرلیں کہ کوئی وہابی صاحب کسی جگہ کسی مصلحت سے ان تمام عقائد مردودہ و اقوال مطرودہ سے تحاشی بھی کریں یا بالفرض غلط فی الواقع ان سے خالی ہوں تو یہ کیونکر متصور کہ ان کے اگلے پچھلے چھوٹے بڑے مصنف مؤلف واعظ مکلب نجدی دہلوی بنگالی بھوپالی وغیرہم جن کے کلام میں اُن اباطیل کی تصریحات ہیں یہ صاحب ان سب کے کفر یا اقل درجہ لزوم کفر کا اقرار کریں کیا دنیا میں کوئی وہابی ایسا نکلے گا کہ اپنے اگلے پچھلوں پیشواؤں ہم مذہبوں سب کے کفر و لزوم کفر کا مقر ہو اور جتنے احکام باطلہ سے کتاب التوحید و تقویۃ الایمان وصراط مستقیم وتنویر العینین وتصانیف بھوپالی وسورج گڑھی وبٹالوی وغیرہم میں مسلمانوں پر حکمِ شرک لگایا جو معاذ اللہ خدا ورسول وانبیاء وملائکہ سب تک پہنچا اُن سب کو کفر کہہ دے حاشا للہ ہرگز نہیں، بلکہ قطعاً انھیں اچھا جانتے امام وپیشوا وصلحائے علما مانتے اور اُن کے کلمات و اقوال کو بامعنیٰ و مقبول سمجھتے اور اُن پر رضا رکھتے ہیں اور خود کفریات بکنا یا کفریات پر راضی ہونا بُرا نہ جاننا اُن کے لیے معنی صحیح ماننا سب کا ایک ہی حکم ہے، اعلام بقواطع الاسلام میں ہمارے علمائے اعلام سے ان امور کے بیان میں جو بالاتفاق کفر ہیں نقل فرمایا:

من تلفظ بلفظ کفر یکفر وکذا کل من ضحك علیہ او استحسنہ او رضی بہ یکفر[۱]

جس نے کفریہ کلمہ بولا اس کو کافر قرار دیا جائے گا، یونہی جس نے اس کلمۂ کفریہ پر ہنسی کی یا اس کی تحسین کی اور اس پر راضی ہُوا اس کو بھی کافر قرار دیا جائیگا۔ (ت)

---

[۱] اعلام بقواطع الاسلام ملحق بسبل النجاۃ مطبعہ حقیقۃ استانبول ترکی ص ۳۶۶

بحر الرائق میں ہے:

من حسن کلام اھل الاھواء وقال معنوی اوکلام لہ معنی صحیح ان کان ذلك کفرا من القائل کفر المحسن[1]

جس نے بے دینی کی بات کو سراہا یا با مقصد قرار دیا، یا اس کے معنی کو صحیح قرار دیا تو اگر یہ کلمہ کفر ہو تو اس کا قائل کافر ہوگا اور اس کی تحسین کرنے والا بھی۔ (ت)

تو دُنیا کے پردے پر کوئی وہابی ایسا نہ ہوگا جس پر فقہائے کرام کے ارشادات سے کفر لازم نہ ہو اور نکاح کا جواز و عدمِ جواز نہیں مگر ایک مسئلہ فقہی، تو یہاں حکم فقہا یہی ہوگا کہ ان سے مناکحت اصلاً جائز نہیں خواہ مرد وہابی ہو یا عورت وہابیہ اور مرد سُنّی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں اور ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اُسے کافر نہیں کہتے مگر یہ صرف برائے احتیاط ہے، دربارۂ تکفیر حتی الامکان احتیاط اسی میں ہے کہ سکوت کیجئے، مگر وہی احتیاط جو وہاں مانع تکفیر ہُوئی تھی یہاں مانع نکاح ہوگی کہ جب جمہور فقہائے کرام کے حکم سے ان پر کفر لازم تو ان سے مناکحت زنا ہے تو یہاں احتیاط اسی میں ہے کہ اس سے دُور رہیں اور مسلمانوں کو باز رکھیں، للہ انصاف کسی سُنّی صحیح العقیدہ معتقد فقہائے کرام کا قلب سلیم گوارا کرے گا کہ اس کی کوئی عزیزہ کریمہ ایسی بلا میں مبتلا ہو جسے فقہائے کرام عمر بھر کا زنا بتائیں، تکفیر سے سکوت زبان کے لیے احتیاط تھی اور اس نکاح سے احتراز فرج کے واسطے احتیاط ہے یہ کونسی شرع ہے کہ زبان کے باب میں احتیاط کیجئے اور فرج کے بارے میں بے احتیاطی، انصاف کیجئے تو بنظر واقع حکم اسی قدر سے منقح ہو لیا کہ نفس الامر میں کوئی وہابی ان خرافات سے خالی نہ نکلے گا اور احکام فقہیہ میں واقعات ہی کا لحاظ ہوتا ہے نہ احتمالات غیر واقعیہ کا،

بل صرحوا ان احکام الفقہ تجری علی الغالب من دون نظر الی النادر۔

بلکہ انھوں نے تصریح کی ہے کہ فقہی احکام کا مدار غالب امور بنتے ہیں، نادر امور پیشِ نظر نہیں ہوتے (ت)

اور اگر اس سے تجاوز کرکے کوئی وہابی ایسا فرض کیجئے جو خود بھی ان تمام کفریات سے خالی ہو اور اُن کے قائلین جملہ وہابیہ سابقین ولاحقین سب کو گمراہ و بدمذہب مانتا بلکہ بالفرض قائلان کفریات مانتا اور لازم الکفر ہی جانتا ہو اُس کی وہابیت صرف اس قدر ہو کہ باوصف عامیت تقلید ضروری نہ جانے اور بے صلاحیتِ اجتہاد پیروی مجتہدین چھوڑ کر خود قرآن وحدیث سے اخذ احکام روا مانے تو اس قدر میں شک نہیں کہ یہ فرضی شخص بھی آیہ کریمہ قطعیہ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون[2] (اگر نہیں جانتے تو اہلِ ذکر (علماء) سے پوچھو۔ ت)

---

[1] بحر الرائق باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۱۲۴

[2] القرآن ۱۶/ ۴۳

اور اجماع قطعی تمام ائمہ سلف و خلف کا مخالف ہے یہ اگر بطور فقہاء لزوم کفر سے بچ بھی گیا تو خارق اجماع و متبع غیر سبیل المومنین وگمراہ و بددین ہونے میں کلام نہیں ہوسکتا جس طرح متکلمین کے نزدیک دو قسم پیشین کافر بالیقین کے سوا باقی جمیع اقسام کے وہابیہ، اب اگر عورت سُنیہ بالغہ اپنا نکاح کسی ایسے شخص سے کرے اور اس کا ولی پیش از نکاح اس شخص کی بدمذہبی پر آگاہ ہو کر صراحۃً اس سے نکاح کیے جانے کی رضامندی ظاہر نہ کرے خواہ یوں کہ اُسے اس کی بدمذہبی پر اطلاع ہی نہ ہو یا نکاح سے پہلے اس قصد کی خبر نہ ہوئی یا بدمذہب جانا اور اس ارادہ پر مطلع بھی ہوا مگر سکوت کیا صاف رضا کا مظہر نہ ہوا، یا عورت نابالغہ ہو اور ولی مزوج اب وجد کے سوا یا اب وجد ایسے جو اس سے پہلے اپنی ولایت سے کوئی تزویج کسی غیر کفو سے کر چکے ہوں یا وقت تزویج نشے میں ہوں ان سب صورتوں میں یہ بھی نکاح باطل و زنائے خالص ہوگا کہ بدمذہب کسی سنیہ بنت سنی کا کفو نہیں ہوسکتا اور غیر کفو کے ساتھ تزویج میں یہی احکام مذکورہ ہیں، درمختار میں ہے :

الکفاءۃ تعتبر فی العرب والعجم دیانۃ ای تقوی فلیس فاسق کفو الصالحۃ ۔ نہر[1]

عربی اور عجمی لوگوں کے کفو میں دیانت اور تقوٰی کا اعتبار ہے تو فاسق شخص نیک عورت کا کفو نہ ہوگا، نہر (ت)

غنیہ میں ہے :

المبتدع فاسق من حیث الاعتقاد وھو اشد من الفسق من حیث العمل[2]

اعتقادی فاسق، عملی فاسق سے زیادہ بُرا ہے (ت)

تنویر الابصار و شرح علائی میں ہے :

لزم النکاح بغیر کفو ان المزوج ابا وجدا لم یعرف منھما سوء الاختیار وان عرف لایصح النکاح اتفاقا وکذا لو سکران بحر وان المزوج غیرھما لایصح النکاح من غیر کفو اصلا[3]

اگر باپ یا دادا نے نکاح کیا تو غیر کفو میں بھی یہ نکاح لازم ہوگا بشرطیکہ باپ اور دادا نے اس سے قبل اختیار کو غلط استعمال نہ کیا ہو، اور اگر وہ غلط اختیار استعمال کرچکا ہو تو بالاتفاق یہ نکاح صحیح نہ ہوگا، اور اگر باپ یا دادا نشے میں ہوں تب بھی بالاتفاق نکاح صحیح نہ ہوگا (بحر) اور نکاح والد اور دادا نے نہ کیا تو غیر کفو میں نکاح صحیح نہ ہوگا۔ (ت)

---

[1] درمختار | باب الکفاءۃ | مطبع مجتبائی دہلی | ۱/ ۱۹۵

[2] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی | فصل فی الامامۃ | سہیل اکیڈمی لاہور | ص ۵۱۴

[3] درمختار شرح تنویر الابصار | باب الولی | مطبع مجتبائی دہلی | ۱/ ۱۹۲

اُنہی میں ہے :

نفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضی ولی ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتوی لفساد الزمان فلا تحل مطلقۃ ثلثا نکحت غیر کفو بلا رضی ولی بعد معرفتہ ایاہ فلیحفظ۔[1]

عاقلہ بالغہ نے ولی کی رضا کے بغیر نکاح کیا تو نکاح نافذ ہوگا اور غیر کفو میں عدمِ جواز کا فتوٰی دیا جائیگا اور یہی فتوی کیلئے مختار ہے کیونکہ زمانہ میں فساد آگیا ہے، تو مطلقہ ثلاثہ بھی اگر ولی کی رضا کے بغیر غیر کفو میں نکاح کرے تو پہلے خاوند کیلیے حلال نہ ہوگی جبکہ ولی کو یہ معلوم ہو کہ وہ غیر کفو ہے، یاد رکھو۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے :

لایلزم التصریح بعدم الرضا بل السکوت منہ لایکون رضی وقولہ بلا رضی یصدق بنفی الرضی بعد المعرفۃ وبعدمھا وبوجود الرضی مع عدم المعرفۃ ففی ھذہ الصور الثلثۃ لا تحل وانما تحل فی الصورۃ الرابعۃ وھی رضی الولی بغیر الکفؤ مع علمہ بانہ کذلک اھ ح[2] اھ الکل مختصرا۔

ولی کو اپنی عدمِ رضامندی کے اظہار کے لیے تصریح ضروری نہیں ہے بلکہ اس بارے میں اس کا خاموش رہنا ہی عدمِ رضا ہے، اس کے قول "بغیر رضا" کا مصداق کفؤ غیر کفو کے علم کے بعد اور اسی طرح علم کے بغیر رضا کی نفی اور غیر کفو کا علم نہ ہونے پر رضامندی، ان تین صورتوں میں حلال نہ ہوگی، صرف چوتھی صورت میں حلال ہے اور وہ یہ ہے کہ ولی کو غیر کفو کا علم ہو اور اس کے باوجود وہ نکاح پر راضی ہو اھ ح تمام اختصاراً (ت)

اس تقریرِ منیر سے اس شبہہ کا ایک جواب حاصل ہُوا جو یہاں بعض اذہان میں گزرتا ہے کہ جب اہلِ کتاب سے مناکحت جائز ہے تو مبتدعین اُن سے گئے گزرے، غیر مقلد مسلم ہے پھر نکاح مسلم و مسلمہ میں کیا توقف، اہلِ کتاب سے مناکحت کے کیا معنے، آیا یہ کہ زنِ مسلمہ کا کتابی کافر کے ساتھ نکاح حاش للہ یہ قطعاً اجماعاً اخبث حرام اور لاکھ زنا سے بدتر زنا ہے یا یہ کہ مسلمان مرد کا کتابیہ کافرہ کو اپنے نکاح میں لانا، اس کے جواز و عدمِ جواز سے ہم ان شاء اللہ تعالٰی عنقریب بحث کریں گے یہاں اسی قدر کافی ہے کہ مسئلہ دائرہ میں عورت سنیہ اور مرد وہابی کے نکاح سے بحث ہے، عورت کا مرد پر قیاس کیونکر صحیح، آخر وُہ کیا فرق تھا جس کے لیے شرع مطہر نے کتابی سے مسلمہ کا نکاح زنا مانا اور مسلم کا کتابیہ سے صحیح جانا، اگر مسلمان مرد کسی کافرہ کو اپنے تصرف میں لاسکے تو کیا ضرور ہے

---

[1] درمختار شرح تنویر الابصار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۹۱

[2] ردالمحتار " داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۹۷

کہ سنیہ عورت بھی بد مذہب کے تصرف میں جا سکے، عورت کے لیے کفاءتِ مرد بالاجماع ملحوظ جس کی بنا پر احکام مذکورہ متفرع ہُوئے اور مرد بالغ کے حق میں کفاءتِ زن کا کچھ اعتبار نہیں کہ دناءت فراش وجہ غیظ مستفرش نہیں ہوتی،

فی الدر المختار الکفاءۃ معتبرۃ من جانب الرجل لان الشریفۃ تابی ان تکون فراشاً للدنیٔ و لا تعتبر من جانبھا لان الزوج مستفرش فلا تغیظہ دناءۃ الفراش[1] ملخصاً

درمختار میں ہے کہ کفو مرد کی طرف سے معتبر ہے کیونکہ شریف عورت، حقیر مرد کی بیوی بننے سے انکاری ہوتی ہے اور عورت کی طرف سے مرد کیلئے ہم کفو ہونا معتبر نہیں ہے کیونکہ خاوند تو بیوی بنالیتا ہے خواہ عورت ادنٰی ہو، وہ اس وجہ سے عار نہیں پاتا، ملخصاً (ت)

وہابی تو بدمذہب گمراہ ہے اگر کوئی زن شریفہ بے رضائے صریح ولی بروجہ مذکور کسی سنّی صحیح العقیدہ صالح حائک سے نکاح کرلے یا ولی غیر اب وجد اپنی صغیرہ کو کسی ایسے سے بیاہ دے تو ناجائز و باطل ہوگا یا نہیں، ضرور باطل ہے پھر یہ سُنّی صالح کیا ان سے بھی گیا گزرا، اور نکاح مسلم و مسلمہ میں کیوں بطلان کا حکم ہوا، ھذا ولنرجع الی ماکنا فیہ (اس کو محفوظ کرو اور ہمیں اپنی بحث کی طرف لوٹنا چاہئے۔ ت) یہ صورتیں بطلان نکاح بوجہ عدم کفاءت کی تھیں اور اگر ان کے سوا وُہ صورت ہو جہاں عدم کفاءت مانع صحت نہیں تو پہلے اتنا سمجھ لیجئے کہ عرف فقہ میں جواز دو معنی پر مستعمل، ایک بمعنی صحت اور عقود میں یہی زیادہ متعارف، یہ عقد جائز ہے یعنی صحیح مثمر ثمرات مثل افادۂ ملک متعہ یا ملک یمین یا ملک منافع ہے اگرچہ ممنوع و گناہ ہو جیسے بیع وقت اذان جمعہ۔ دوسرے بمعنی حلت اور افعال میں یہی زیادہ مروّج، یہ کام جائز ہے یعنی حلال ہے، حرام نہیں، گناہ نہیں، ممانعتِ شرعیہ نہیں۔

بحر الرائق کتاب الطہارۃ بیان میاہ میں ہے:

المشائخ تارۃ یطلقون الجواز بمعنی الحل وتارۃ بمعنی الصحۃ وھی لازمۃ للاول من غیر عکس والغالب ارادۃ الاول فی الافعال والثانی فی العقود[2]

مشائخ لفظِ "جواز" کو کبھی حلال ہونے کے معنٰی میں اور کبھی صحیح ہونے کے معنٰی میں استعمال کرتے ہیں جبکہ صحیح ہونا حلال ہونے کو لازم ہے، غالب طور پر افعال میں حلال ہونے اور عقود میں صحیح ہونے کے معنٰی میں استعمال ہوتا ہے (ت)

اسی طرح علامہ سید احمد مصری نے حاشیہ در میں نقل کیا اور مقرر رکھا۔ درمختار میں ہے:

---

[1] درمختار | باب الکفاءۃ | مطبع مجتبائی دہلی | ۱/۱۹۴

[2] بحر الرائق | کتاب الطہارۃ | ایچ ایم سعید کمپنی کراچی | ۱/٦٦

یجوز رفع الحدث بما ذکر الخ[1] (مذکور چیز کے ساتھ حدث کو ختم کرنا جائز ہے الخ۔ ت)

اس پر ردالمحتار میں کہا:

یجوز ای یصح وان لم یحل فی نحو الماء المغصوب وھو اولی ھنا من ارادۃ الحل وان کان الغالب ارادۃ الاول فی العقود و الثانی فی الافعال[2]

یجوز یعنی یصح، اگرچہ حلال نہ ہو۔ مثلاً غصب شدہ پانی کے ساتھ، اور یہی معنٰی یہاں بہتر ہے بجائیکہ حلال والا معنٰی مراد لیا جائے اگرچہ صحیح غالب طور پر عقود میں اور حلال افعال میں استعمال ہوتا ہے۔ (ت)

درمختار کتاب الاشربہ میں ہے:

صح بیع غیر الخمر مامر ومفادہ صحۃ بیع الحشیشۃ والافیون قلت وقد سئل ابن نجیم عن بیع الحشیشۃ ھل یجوز فکتب لایجوز فیحمل علی ان مرادہ بعدم الجواز عدم الحل[3]

مذکورہ چیزوں میں سے غیر خمر کی بیع صحیح ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ حشیش اور افیون کی بیع صحیح ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ابن نجیم سے حشیش کی بیع کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ جائز ہے تو انھوں نے جواب میں لکھا لایجوز۔ ان کا مقصد عدم جواز سے عدمِ حل ہے (ت)

بالجملہ جواز کے یہ دونوں اطلاق شائع وذائع ہیں اور ان کے سوا اور اطلاقات بھی ہیں جن کی تفصیل سے

ع فقد یطلق بمعنی النفاذ کما قال فی کفائۃ التنویر امرہ بتزویج امرأۃ فزوجہ امۃ جاز[4] ای نفذ لان الکلام ثمہ فی النفاذ لا فی الجواز[5] افادہ السادات الثلثۃ المحشون ح ط ش

اور کبھی جواز کا اطلاق "نفاذ" پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ تنویر کے کفائۃ کے باب میں ہے، اگر کسی نے دوسرے کو کہا کہ کسی عورت سے میرا نکاح کر دے تو اس نے لونڈی سے نکاح کر دیا تو جائز ہے یعنی نافذ ہے کیونکہ یہاں نفاذ میں بات ہو رہی ہے جواز میں بحث نہیں،
(باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] درمختار	کتاب الطہارۃ	مطبع مجتبائی دہلی	۱/۳۵
[2] ردالمحتار	"	داراحیاء التراث العربی بیروت	۱/۱۲۳
[3] درمختار	کتاب الاشربہ	مطبع مجتبائی دہلی	۳/۲۶۰
[4] "	باب الکفاءۃ	"	۱/۱۹۵
[5] ردالمحتار	"	داراحیاء التراث العربی بیروت	۲/۳۲۵

یہاں بحث نہیں، اب اس صورت خاصہ میں جواز بمعنی صحت ضرور ہے یعنی نکاح کردیں تو ہوجائے گا اور حل بمعنی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

وھو اخص من وجہ من الصحۃ والحل جمیعا فقد ینفذ عقد ولا یصح ولا یحل کالبیع عند اذان الجمعۃ الی اجل مجھول وقد یصح و یحل ولا ینفذ کبیع فضولی مستجمعا شرائط الصحۃ والحل قال فی رد المحتار ظاھرہ ان الموقوف من قسم الصحیح وھو احد طریقین للمشائخ وھو الحق[1] الخ وقد یطلق بمعنی اللزوم قال فی رھن الدر القبض شرط اللزوم کما فی الھبۃ[2] اھ قال الشامی قال فی العنایۃ ھو مخالف لروایۃ العامۃ قال محمد لا یجوز الرھن الا مقبوضا اھ وفی السعدیۃ انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال لا تجوز الھبۃ الا مقبوضۃ والقبض لیس شرط الجواز فی الھبۃ فلیکن ھنا کذلک اھ و حاصلہ ان یفسر ھنا ایضا الجواز

(باقی برصفحہ آئندہ)

اس فائدے کو تین بزرگوار محشی حضرات ——— یعنی حلبی، طحطاوی اور شامی نے بیان کیا، اور یہ معنی پہلے دو معنی یعنی صحیح اور حلال ہونے سے خاص من وجہ ہے کیونکہ کبھی عقد صحیح اور حلال نہ ہونے کے باوجود نافذ ہوتا ہے جیسے جمعہ کی اذان کے بعد بیع مجہول مدت کے ادھار پر ہو، اور کبھی عقد حلال اور صحیح ہوتا ہے لیکن نافذ نہیں ہوتا، جیسا کہ فضولی کی وہ بیع جو حلال اور صحیح ہونے کی شرائط کی جامع ہو۔ رد المحتار میں کہا کہ موقوف بیع صحیح کی قسم ہے اور یہ مشائخ کے استعمال کے دو طریقوں میں ایک ہے اور یہی حق ہے الخ اور جواز بمعنی لزوم بھی استعمال ہوتا ہے۔ درمختار کے مسئلہ رہن میں ہے کہ قبضہ لزوم کے لیے شرط ہے جیسا کہ ہبہ میں ہوتا ہے اھ، اس پر علامہ شامی نے کہا کہ عنایہ میں کہا ہے کہ یہ عام روایت کے خلاف ہے، امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ رہن، قبضہ کے بغیر صحیح نہیں اھ اور سعدیہ میں ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ ہبہ قبضہ کے بغیر جائز نہیں، جبکہ ہبہ کے جواز کے لیے قبضہ شرط نہیں ہے، مناسب ہے کہ یہاں بھی یونہی ہو اس کا حاصل یہ ہے کہ یہاں رہن کے معاملہ میں بھی امام محمد کے قول میں جواز کی تفسیر لزوم کے ساتھ کی جائے نہ کہ صحت کے ساتھ جیسا کہ فقہائے نے ہبہ میں کیا یعنی لایجوز کا معنی یہی

[1] رد المحتار | کتاب البیوع | داراحیاء التراث العربی بیروت | ۴/۳
[2] درمختار | کتاب الرہن | مطبع مجتبائی دہلی | ۲/۲۶۵

عدم حرمت وطی بھی حاصل یعنی اس میں جماع زنا نہ ہوگا وطی حرام نہ کہلائے گا،

وذٰلك كقوله عزّ وجل واحل لكم ما وراء ذٰلكم مع ان فيهن من يكره نكاحهن تحريما كالكتابية كما سيأتي فعلم ان الحل بهذا المعنى لاينافي الاثم في الاقدام على فعل النكاح فافهم واحفظ كيلا تزل والله الموفق۔

اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالٰی کا ارشاد "تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں محرمات کے سوا" حالانکہ غیر محرمات میں وہ عورتیں بھی شامل ہیں جن سے نکاح مکروہ تحریمہ ہے جیسا کہ کتابیہ عورت کے بارے میں آئندہ بیان ہوگا، تو معلوم ہُوا کہ اس معنی میں حلال، نکاح کرنے کے اقدام پر گناہ کے منافی نہیں ہے، اس کو سمجھو اور یاد رکھو تاکہ غلط فہمی نہ ہو اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہی ہے۔ (ت)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

باللزوم لا بالصحة كما فعلوا في الهبة [۱] اھ مختصرًا وفي مداينات غمز العيون لو جاز اي لزم تاجيله لزم ان يمنع المقرض عن مطالبة قبل الاجل ولا جبر على المتبرع [۲] اھ وهو اخص مطلقا من الصحة والنفاذ فقد يصح الشئ وينفذ ولا لزوم كتزويج العم من كفوء بمهر المثل ولا لزوم لموقوف فهو ظاهر ولا لفاسد لانه واجب الفسخ ومن وجه من الحل فقد يلزم ولا يحل كالبياعات المكروهة، والله تعالٰى اعلم ۱۲ منه غفرله (م)

لایلزم ہو (یعنی قبضہ کے بغیر رہن جائز تو ہے لازم نہیں) اھ مختصرًا۔ اور غمز العیون کے مداینات میں ہے لو جاز یعنی مہلت لازم ہوگی تو لازم ہے کہ قرضخواہ کو مدت پوری ہونے سے قبل مطالبہ سے منع کیا جائے جبکہ قرض کی نیکی کرنے والے پر جبر نہیں ہوسکتا اھ اور جواز بمعنی لزوم، نفاذ اور صحت کے معنی سے خاص مطلق ہے کیونکہ کبھی چیز صحیح اور نافذ ہوتی ہے اور لازم نہیں ہوتی، جیسا کہ چچازاد کا مہر مثل کے ساتھ کفوء میں لڑکی کا نکاح کرنا صحیح اور نافذ ہے مگر لازم نہیں کیونکہ یہ موقوف ہے اور موقوف چیز لازم نہیں ہوتی، اور یہ ظاہر ہے، اور فاسد بھی لازم نہیں کیونکہ وہ واجب الفسخ ہے اور جواز بمعنی لزوم جواز بمعنی حل سے خاص من وجہ ہے، کیونکہ کبھی چیز لازم ہوتی ہے مگر حلال نہیں ہوتی جیسا کہ مکروہ بیع کا حکم ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

---

[۱] ردالمحتار کتاب الرہن داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۳۰۸

[۲] غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر کتاب المداینات ادارۃ القرآن کراچی ۲/ ۴۷-۲۴۶

عبارات درمختار وغیرہ تجوز مناکحۃ المعتزلۃ لانا لا نکفر احدا من اھل القبلۃ وان وقع الزاما لھم فی المباحث[1] (معتزلہ سے نکاح جائز ہے ہم اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے اگرچہ بحث کے طورپر ان پر کفر کا الزام ثابت ہے۔ت) کے یہی معنی ہیں، پُر ظاہر کہ نکاح عقد ہے اور ابھی بحرالرائق وطحطاوی وردالمحتار سے گزرا کہ عقود میں غالب وشائع جواز بمعنی صحت ہے مگر وہ عدم جواز بمعنی ممانعت واثم کے منافی نہیں۔ فتح القدیر وغنیہ و بحرالرائق وغیرہا میں ہے:

یراد بعدم الجواز عدم الحل ای عدم حل ان یفعل وھو لاینافی الصحۃ[2] عدمِ جواز سے عدمِ حل مراد لیا جاتا ہے یعنی اس کا کرنا حلال نہیں اور یہ صحیح کے منافی نہیں۔(ت)

رہا جواز فعل بمعنی عدم ممانعت شرعیہ یعنی بدمذہبوں سے سنیہ عورت کا نکاح کردینا روا ومباح ہو جس میں کچھ گناہ ومخالفت احکام شرع نہ ہو یہ ہرگز نہیں، ارشاد مشائخ کرام المناکحۃ بین اھل السنۃ و اھل الاعتزال لا تجوز[3] کے یہی معنی ہیں یعنی سنیوں اور معتزلیوں میں مناکحت مباح نہیں۔ فتاوی خلاصہ میں فرمایا:

المسألۃ فی مجموع النوازل[4] یہ مسئلہ مجموع النوازل امام فقیہ احمد بن موسٰی کشی تلمیذ امام مفتی الجن والانس عارف باللہ سیدنا نجم الدین عمر النسفی میں ہے۔

اُسی میں فرمایا: کذا اجاب الامام الرستغفنی[5] امام رستغفنی نے ایسا ہی جواب ارشاد فرمایا۔

ردالمحتار میں نہایہ امام سغناقی سے ہے انھوں نے اپنے شیخ سے نقل کیا وُہ فرماتے تھے:

الرستغفنی امام معتمد فی القول والعمل ولو اُخذنا یوم القیمۃ للعمل بروایتہ ناخذہ کما اخذنا[6] یعنی رستغفنی امام معتمد ہیں قول وفعل میں، اگر روزِ قیامت اُن کی روایت پر عمل میں ہم سے گرفت ہوئی تو ہم ان کا دامن پکڑیں گے کہ ہم نے ان کے ارشاد پر عمل کیا۔

---

[1] درمختار | فصل فی المحرمات | مطبع مجتبائی دہلی | ۱/۱۸۹

[2] فتح القدیر | باب الامامۃ | مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر | ۱/۳۰۴

[3] بحرالرائق | فصل فی المحرمات | ایچ ایم سعید کمپنی کراچی | ۳/۱۰۲

[4] خلاصۃ الفتاوٰی | کتاب النکاح | جنس آخر فی الاجازۃ | مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ | ۲/۶

[5] " " " " " " "

[6] ردالمحتار

وجیز امام کردری میں ہے :

سمعت عن ائمۃ خوارزم انہ یتزوج من المعتزلی ولا یزوج منھم کما یتزوج من الکتابی ولا یزوج منھم ولعلہ اخذ ھذا التفصیل من کلام ابی حفص السفکردری[1]

میں نے بعض ائمہ خوارزم سے سُنا کہ معتزلی کی بیٹی تو بیاہ لے اور اپنی بیٹی ان کے نکاح میں نہ دے، جس طرح یہودی نصرانی کی بیٹی بیاہ لیتا ہے اور اپنی بیٹی اُن کے نکاح میں نہیں دیتا اور ممکن ہے کہ ان امام نے یہ تفصیل امام ابوحفص سفکردری کے قول سے اخذ کی۔

یہ دوسرا جواب ہے اس شبہہ کا، کہ مبتدعین کتابیوں سے بھی گئے گزرے ثم اقول و باللہ التوفیق (پھر میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی ہی سے ہے۔ ت) اگر نظر تحقیق کو رخصت جولاں دیجئے تو بدمذہب سے سُنیہ کی تزویج ممنوع ہونے پر شرع مطہر سے دلائل کثیرہ قائم ہیں مثلاً :

دلیل اوّل : قال عزوجل واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظّٰلمین[2]

اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

بدمذہب سے زیادہ ظالم کون ہے اور نکاح کی صحبت دائمہ سے بڑھ کر کون سی صحبت، جب ہر وقت کا ساتھ ہے، اور وُہ بدمذہب توضرور اس سے نادیدنی دیکھے گی ناشنیدنی سُنے گی اور انکار پر قدرت نہ ہوگی، اور اپنے اختیار سے ایسی جگہ جانا حرام ہے جہاں منکر ہو اور انکار نہ ہوسکے نہ کہ عمر بھر کے لیے اپنے یا اپنی قاصرہ مقسورہ عاجزہ مقہورہ کے واسطے اس فضیحہ شنیعہ کا سامان پیدا کرنا۔

دلیل دوم : قال تبارک وتعالٰی (اللہ تعالٰی نے فرمایا) :

ومن اٰیٰتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودّۃ ورحمۃ[3]

اللہ کی نشانیوں سے ہے کہ اس نے تمھیں میں سے تمھارے جوڑے بنائے کہ ان سے مل کر چین پاؤ اور تمھارے آپس میں دوستی دھر رکھی۔

اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

---

[1] فتاوٰی بزازیہ علٰی ہامش فتاوٰی ہندیہ کتاب النکاح نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۱۱۲

[2] القرآن ۶/ ۶۸

[3] القرآن ۳۰/ ۲۱

ان للزوج من المرأة لشعبة ما هی لشیٔ[1] — عورت کے دل میں شوہر کے لیے جو راہ ہے کسی کے لیے نہیں (اس کو ابن ماجہ اور حاکم نے محمد بن عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

رواہ ابن ماجۃ و الحاکم عن محمد بن عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

آیت گواہ ہے کہ زن و شوئی وہ عظیم رشتہ ہے کہ خواہی نخواہی باہم انس و محبت و الفت و رافت پیدا کرتا ہے، اور حدیث شاہد ہے کہ عورت کے دل میں جو بات شوہر کی ہوتی ہے کسی کی نہیں ہوتی، اور بد مذہب کی محبت سمِ قاتل ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ومن یتولھم منکم فانہ منھم[2] تم میں جو ان سے دوستی رکھے گا وہ انھیں میں سے ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں:

المرء مع من احب[3]۔ رواہ الائمۃ احمد و الستۃ الا ابن ماجہ عن انس و الشیخان عن ابن مسعود و احمد و مسلم عن جابر و ابوداؤد عن ابی ذر والترمذی عن صفوان بن عسال وفی الباب عن علی و ابی ھریرۃ و ابی موسٰی وغیرھم رضی اللہ تعالٰی عنھم۔ — آدمی کا حشر اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے (اس کو امام احمد اور ابن ماجہ کے ماسوا صحاح ستہ کے ائمہ نے روایت کیا ہے حضرت انس سے اور بخاری و مسلم نے ابن مسعود سے، احمد و مسلم نے جابر سے، ابوداؤد نے ابو ذر سے، اور ترمذی نے صفوان بن عسال سے، اور اس باب میں علی، ابوہریرہ، ابوموسٰی وغیرہم رضی اللہ تعالٰی عنہم سے بھی روایت ہے۔ ت)

دلیل سوم: قال اللہ تعالٰی (اللہ تعالٰے نے فرمایا)،

لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ[4]۔ — اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بد مذہبی ہلاک حقیقی ہے۔

قال اللہ تعالٰی (اللہ تعالٰی نے فرمایا): ولا تتبع الھوٰی فیضلک عن سبیل اللہ[5] (اور خواہش کے

---

[1] المستدرک للحاکم — کتاب معرفۃ الصحابۃ — دار الفکر بیروت ۴/۶۲
سنن ابن ماجہ — ابواب الجنائز — باب ماجاء فی البکاء علی المیت — ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۵
[2] القرآن ۵/۵۱
[3] سنن ابوداؤد — کتاب الادب — آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۳۴۳
[4] القرآن ۲/۱۹۵ [5] القرآن ۳۸/۲۶

پیچھے نہ جانا کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی۔ت) اور صحبت خصوصاً بد کا اثر پڑ جانا احادیث وتجارب صحیحہ سے ثابت۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انما مثل الجلیس الصالح و جلیس السوء کحامل المسك و نافخ الکیر فحامل المسك اما ان یحذیك و اما ان تبتاع منه و اما ان تجد منه ریحا طیبة و نافخ الکیر اما ان یحرق ثیابك و اما ان تجد منه ریحا خبیثة۔[1] رواہ الشیخان عن ابی موسٰی رضی اللہ تعالٰی عنه۔

اچھے اور بُرے ہمنشین کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک کے پاس مُشک ہے اور دوسرا دھونکنی پھونکتا' وُہ مشک والا یا تجھے مفت دے گا یا تُو اس سے مول لے گا، اور کچھ نہیں تو خوشبو ضرور آئے گی' اور دھونکنی والا تیرے کپڑے جلادے گا یا تجھے اس سے بدبُو آئے گی۔ (اسے شیخین (امام بخاری ومسلم) نے ابوموسٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

دوسری حدیث میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم:

مثل جلیس السوء کمثل صاحب الکیران لم یصبك من سوادہ اصابك من دخانه۔[2] رواہ ابوداؤد و النسائی عن انس رضی اللہ تعالٰی عنه۔

بُرا ہمنشین دھونکنے والے کی مانند ہے تجھے اس کی سیاہی نہ پہنچے تو دُھواں تو پہنچے گا۔ (اس کو ابوداؤد اور نسائی نے حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا۔ت)

تیسری حدیث صریح میں فرماتے ہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ایاکم و ایاھم لا یضلونکم و لا یفتنونکم۔[3] رواہ مسلم۔

گمراہوں سے دُور بھاگو، انھیں اپنے سے دور کرو، کہیں وُہ تمھیں بہکا نہ دیں، کہیں وہ تمھیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ (اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ت)

چوتھی حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اعتبروا الصاحب بالصاحب۔[4] رواہ ابن عدی

مصاحب کو مصاحب پر قیاس کرو (اس کو ابن عدی

---

[1] صحیح بخاری باب المسک قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۸۳۰

[2] سُنن ابوداؤد باب من یومران یجالس آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۳۰۸

[3] صحیح مسلم باب النھی عن الروایۃ عن الضعفاء الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۰

[4] کنز العمال بحوالہ عبداللہ ابن مسعود حدیث ۳۰۷۳۴ مکتبۃ التراث الاسلامی حلب ۱۱/۸۹

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسن لشواھدہ۔

(یہ حدیث ابن عساکر نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا اور اس کے شواہد کی بنا پر اس حدیث کو انھوں نے حسن قرار دیا۔ ت)

پانچویں حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاك وقرین السوء فانك به تعرف[1]۔ رواہ ابن عساکر عن انس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بُرے ہمنشین سے دُور بھاگ کہ تُو اسی کے ساتھ مشہور ہوگا (اس کو ابن عساکر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا۔ت)

مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

ماشیئ ادلّ علی الشیئ ولا الدخان علی النار من الصاحب علی الصاحب[2]۔ ذکرہ التیسیر

کوئی چیز دوسری پر اور نہ دُھواں آگ پر اس سے زیادہ دلالت کرتا ہے جس قدر ایک ہمنشین دوسرے پر (اس کو تیسیر میں ذکر کیا گیا۔ ت)

عقلاء کہتے ہیں گوشش زدہ اثرے دارد نہ کہ عمر بھر کان بھرے جانا۔ پھر اس کے ساتھ **دُوسرا مؤید**، شوہر کا اس پر حاکم ہونا۔ مجرّبین کہتے ہیں: الناس علیٰ دین ملوکھم[3] (لوگ اپنے حکمرانوں کے دین پر ہوتے ہیں۔ت) **تیسرا مؤید**، عورت میں مادہ قبول وانفعال کی کثرت، وُہ بہت نرم دل ہیں جلد اثر پذیر ہیں یہاں تک کہ اہلِ تجربہ میں موم کی ناک مشہور ہیں، خود رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: رویدك یاانجشۃ بالقواریر[4] (اے انجشہ! آبگینوں کو بچا کر رکھو۔ت) **چوتھا مؤید**، ان کا ناقصات العقل والدّین ہونا، یہ بھی رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا کما فی الصحیحین (جیسا کہ صحیحین میں ہے۔ ت) **پانچواں مؤید**، شوہر کی محبت، جس کا بیان آیت وحدیث سے گزرا اور رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

حبك الشیئ یعمی ویصم[5]۔ رواہ احمد والبخاری

محبّت اندھا بہرا کردیتی ہے (اسے احمد و بخاری

---

[1] کنز العمال بحوالہ ابن عساکر حدیث ۲۴۸۴۴ مکتبۃ التراث الاسلامی حلب ۹/۴۳

[2] التیسیر شرح الجامع الصغیر حدیث ماقبل کے تحت مکتبۃ امام شافعی الریاض السعودیہ ۱/۴۰۲

[3] المقاصد الحسنہ حرف النون حدیث ۱۲۳۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۴۱۴

[4] صحیح بخاری باب المعاریض مندوحۃ عن الکذب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۱۷

[5] سنن ابوداؤد کتاب الادب باب فی الھوٰی آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۳۴۳

فی التاریخ وابوداؤد عن ابی الدرداء و ابن عساکر بسند حسن عن عبد اللہ بن انیس و الخرائطی فی الاعتلال عن ابی برزۃ الاسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہم۔

نے اپنی تاریخ میں اور ابوداؤد نے ابودرداء سے، اور ابن عساکر نے سندِ حسن کے ساتھ عبد اللہ بن انیس سے اور خرائطی نے اعتلال میں ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا ہے۔ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

الرجل علٰی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل۔[1] رواہ ابوداؤد والترمذی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن۔

آدمی اپنے محبوب کے دین پر ہوتا ہے تو دیکھ بھال کر کسی سے دوستی کرو (اسے ابوداؤد اور ترمذی نے سندِ حسن کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

مسلمانو! اللہ عزوجل عافیت بخشے دل پلٹتے خیال بدلتے کیا کچھ دیر لگتی ہے قلب کو قلب کہتے ہی اس لیے ہیں کہ وہ منقلب ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مثل القلب مثل الریشۃ تقلبھا الریاح بفلاۃ۔[2] رواہ ابن ماجۃ عن ابی موسٰی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

دل کی حالت اُس پر کی طرح ہے کہ میدان میں پڑا ہو اور ہوائیں اسے پلٹے دے رہی ہوں۔ (اس کو ابن ماجہ نے ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔(ت)

نہ کہ عورتوں کا سا نرم و نازک دل اور اس پر یہ صحبت و سماع متصل پھر واسطہ حاکمی محکومی کا اور اُس کے ساتھ مہر و محبت کا غضب جذبہ باعثوں داعیوں کا یہ متواتر و فور اور مانع کہ عقل و دین تھے اُن میں نقصان و قصور تو اس تزویج میں قطعاً یقیناً عورت کی گمراہی و تبدیل مذہب کا مظنہ قویہ ہے اور یہ خود اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑنا ہے کہ بنص قطعی قرآن ممنوع و ناروا ہے شرع مطہر جس چیز کو حرام فرماتی ہے اس کے مقدمہ و داعی کو بھی حرام بتاتی ہے مقدمۃ الحرام حرام (حرام کا پیش خیمہ بھی حرام ہوتا ہے۔ت) مقدمۂ مسلمہ ہے، قال اللہ تعالٰی (اللہ تعالٰی نے فرمایا):

ولا تقربوا الزنی انہ کان فاحشۃ و

زنا کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے اور

---

[1] سنن ابوداؤد کتاب الادب باب من یؤمران یجالس آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۳۰۸

[2] سنن ابن ماجہ باب فی القدر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰

ساء سبیلا۔[1] بہت بُری راہ۔

جس طرح زنا حرام ہوا زنا کے پاس جانا بھی حرام ہُوا اور یہ خیال کہ ممکن ہے اثر نہ ہو محض نافہمی اور عقل و نقل دونوں سے بیگانگی ہے داعی کے لیے مفضی بالدوام ہونا ضرور نہیں آخر بوس وکنار ومس و نظر دواعی وطی داعی ہی ہونے کے باعث حرام ہُوئے مگر ہرگز مستلزم و مفضی دائم نہیں۔

دلیل چہارم: قال المولی تبارك وتعالیٰ (مولیٰ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا):

الرجال قوامون علی النساء بما فضل الله بعضهم علی بعض[2]

مرد حاکم و مسلط ہیں عورتوں پر بسبب اُس فضیلت کے جو اللہ نے ایک کو دوسرے پر دی۔

رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اعظم الناس حقا علی المرأة زوجها۔[3] رواه الحاکم وصححه عن ام المومنین الصدیقة رضی الله تعالیٰ عنها۔

عورت پر سب سے بڑھ کر حق اُس کے شوہر کا ہے (اسے حاکم نے روایت کیا اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے اس کی تصحیح کی۔ ت)

رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لوکنت اٰمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجدن لازواجهن لما جعل الله لهم علیهن من الحق[4]۔ ولوکان من قدمه الی مفرق رأسه قرحة تنجس بالقیح والصدید ثم استقبلته فلحسته ما ادت حقه[5]۔ رواه ابوداؤد والحاکم بسند صحیح عن قیس بن سعد بن عبادة واحمد

اگر میں کسی کو حکم کرتا کہ غیر خدا کو سجدہ کرے تو البتہ عورتوں کو حکم کرتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں بسبب اُس حق کے کہ اللہ عزوجل نے اُن کے لیے ان پر رکھا ہے۔ اور اگر شوہر کی ایڑی سے مانگ تک سارا جسم پھوڑا ہو جس سے پیپ اور گندا پانی جوش مارتا ہو عورت آکر اپنی زبان سے اسے چاٹ کر صاف کرے تو خاوند کا حق ادا نہ کیا (اس کو ابوداؤد

---

[1] القرآن ۱۷/ ۳۲ [2] القرآن ۴/ ۳۴

[3] مستدرک للحاکم کتاب البر والصلة دار الفکر بیروت ۴/ ۱۵۰

[4] سنن ابی داؤد باب فی حق الزوج علی المرأة آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۹۱

المستدرک للحاکم کتاب النکاح دار الفکر بیروت ۲/ ۱۸۷

[5] مسند احمد بن حنبل مروی از مسند انس بن مالک ؍؍ ۳/ ۱۵۹

والترمذی عن انس بن مالك و فصل السجود احمد و ابن ماجة و ابن حبان عن عبد الله بن ابی اوفی و الترمذی و ابن ماجة عن ابی هریرة و احمد عن معاذ بن جبل و الحاکم عن بریدة الاسلمی رضی اللہ تعالٰی عنهم اجمعین۔

اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ قیس بن سعد بن عبادہ، اور احمد اور ترمذی نے انس بن مالک سے، اور احمد، ابن ماجہ اور ابن حبان نے عبد العزیز بن ابی اوفی سے سجدہ کی فصل میں، اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے، اور احمد نے معاذ بن جبل اور حاکم نے بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا ہے۔ (ت)

الغرض شوہر عورت کے لیے سخت واجب التعظیم ہے اور بد مذہب کی تعظیم حرام۔ متعدد حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من وقر صاحب بدعة فقد اعان علٰی هدم الاسلام[۱]۔ رواه ابن عدی و ابن عساکر عن ام المومنین الصدیقة و الحسن بن سفیان فی مسنده و ابونعیم فی الحلیة عن معاذ بن جبل و السجزی فی الابانة عن ابن عمر و کابن عدی عن ابن عباس و الطبرانی فی الکبیر و ابونعیم فی الحلیة عن عبد الله بن بسر و البیهقی فی شعب الایمان عن ابراهیم بن میسرة التابعی المکی الثقة مرسلا فالصواب ان الحدیث حسن بطرقه۔

جس نے کسی بد مذہب کی توقیر کی اس نے اسلام کے ڈھانے میں مدد کی (اس کو ابن عدی اور ابن عساکر نے ام المومنین عائشہ صدیقہ اور حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اور ابونعیم نے حلیہ میں معاذ بن جبل سے اور سجزی نے ابانۃ میں ابن عمر سے اور ابن عدی نے ابن عباس سے اور طبرانی نے کبیر میں اور ابونعیم نے حلیہ میں عبد اللہ بن بُسر اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابراہیم بن میسرہ تابعی مکی سے مرسل طور پر روایت کیا ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ اپنے طرق پر یہ حدیث حسن ہے۔ ت)

علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ مبتدع تو مبتدع فاسق بھی شرعاً واجب الاہانۃ ہے اور اُس کی تعظیم ناجائز۔ علامہ حسن شرنبلالی مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں؛

الفاسق العالم تجب اهانته شرعًا فلا یعظم[۲]۔

فاسق عالم کی شرعاً توہین ضروری ہے اس لئے اس کی تعظیم نہ کی جائے۔ (ت)

---

[۱] شعب الایمان حدیث نمبر ۹۴۶۴ دار الکتب العلمیہ بیروت ۶۱/۷

[۲] مراقی الفلاح فصل فی بیان الاحق بالامامۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۶۵

امام علامہ فخر الدین زیلعی تبیین الحقائق، پھر علامہ سیّد ابو السعود ازہری فتح المعین، پھر علامہ سید احمد مصری حاشیۂ درمختار میں فرماتے ہیں:

قد وجب علیھم اھانتہ شرعا[1] ان پر اس کی اہانت ضروری ہے (ت)

علامہ محقق سعد الملّۃ والدّین تفتازانی مقاصد و شرح مقاصد میں فرماتے ہیں:

حکم المبتدع البغض والعداوۃ والاعراض عنہ والاھانۃ والطعن واللعن[2] بدمذہب کے لیے حکم شرعی یہ ہے کہ اس سے بغض و عداوت رکھیں، رُوگردانی کریں، اس کی تذلیل و تحقیر بجالائیں، اُس سے لعن وطعن کے ساتھ پیش آئیں۔

لاجرم ثابت ہُوا کہ بدمذہب کو سُنّیہ کا شوہر بنانا گناہ و ناجائز ہے۔

دلیل پنجم: قال العلی الاعلی جل وعلا (اللہ بلند و اعلیٰ نے فرمایا:) والفیا سیدھا لدی الباب[3] ان دونوں نے زلیخا کے سیّد و سردار یعنی شوہر کو پایا دروازے کے پاس۔ ردالمحتار باب الکفاءۃ میں ہے: النکاح رق للمرأۃ والزوج مالک[4] نکاح سے عورت کنیز ہوجاتی ہے اور شوہر مالک۔ اور رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تقولوا للمنافق یا سید فانہ ان یکن سیدا فقد اسخطتم ربکم عزوجل[5] رواہ ابوداؤد والنسائی بسند صحیح عن بریدۃ بن الحصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ منافق کو "اے سردار" کہہ کر نہ پکارو کہ اگر وُہ تمہارا سردار ہو تو بیشک تم نے اپنے رب عزوجل کو ناراض کیا۔ (اس کو ابوداؤد اور نسائی نے صحیح سند کے ساتھ بریدہ بن حصیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ت)

حاکم نے صحیح مستدرک میں بافادۂ تصحیح اور بیہقی نے شعب الایمان میں ان لفظوں سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] طحطاوی علی الدرالمختار — باب الامامۃ — دارالمعرفۃ بیروت — ۱/۲۴۳
[2] شرح مقاصد — المبحث الثامن — حکم المومن — دارالمعارف النعمانیہ لاہور — ۲/۲۷۰
[3] القرآن الکریم ۱۲/۲۵
[4] ردالمحتار — باب الکفاءۃ — داراحیاء التراث العربی بیروت — ۲/۳۱۷
[5] سنن ابی داؤد — کتاب الادب — آفتاب عالم پریس لاہور — ۲/۳۲۴

اذا قال الرجل للمنافق یا سید فقد اغضب ربه[1] | جو شخص کسی منافق کو "سردار" کہہ کر پکارے وہ اپنے رب عزوجل کے غضب میں پڑے۔

امام حافظ الحدیث عبد العظیم زکی الدین منذری نے کتاب الترغیب والترہیب میں ایک باب وضع کیا:

الترھیب من قوله لفاسق اومبتدع: یا سیّدی، اونحوھا من الکلمات الدالة علی التعظیم[2] | یعنی ان حدیثوں کا بیان جن میں کسی فاسق یا بدمذہب کو "اے میرے سردار" یا کوئی کلمہ تعظیم کہنے سے ڈرایا۔

اور اس باب میں یہی حدیث انھیں روایات ابی داؤد ونسائی سے ذکر فرمائی۔ جب صرف زبان سے "اے میرے سردار" کہہ دینا باعثِ غضب رب جل جلالہ ہے تو حقیقۃً سردار و مالک بنالینا کس قدر سخت موجبِ غضب ہوگا والعیاذ باللہ رب العالمین۔

دلیل ششم: یا ایھا الناس ضرب مثل فاستمعوا له[3] واللہ لا یستحیی من الحق[4] | اے لوگو! ایک مثل کہی گئی اُسے کان لگا کر سنو۔ بیشک اللہ عزوجل حق بات فرمانے میں نہیں شرماتا۔

ایحب احدکم ان تکون کریمته فراش کلب فکرھتموہ[5] | کیا تم میں کسی کو پسند آتا ہے کہ اس کی بیٹی یا بہن کسی کتّے کے نیچے بچھے تم اسے بہت برا جانو گے۔

رب جل وعلیٰ نے غیبت کو حرام ہونا اسی طرز بلیغ سے ادا فرمایا:

ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتا فکرھتموہ[6] | کیا تم میں سے کوئی پسند رکھتا ہے کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے، تو یہ تمھیں برا لگا۔

---

[1] مستدرک للحاکم — کتاب الرقاق — دارالفکر بیروت — ۳۱۱/۴
شعب الایمان — حدیث ۴۸۸۴ — دارالکتب العلمیہ بیروت — ۲۳۰/۴

[2] الترغیب والترھیب — الترھیب من قوله لفاسق اومبتدع یا سیّدی الخ — مصطفی البابی مصر — ۵۷۹/۳

[3] القرآن الکریم ۷۳/۲۲

[4] القرآن الکریم ۵۳/۳۳

[5] سنن ابن ماجہ — ابواب النکاح — ایچ ایم سعید کمپنی کراچی — ص ۱۳۹
مسند احمد بن حنبل — مروی از مسند علی رضی اللہ عنہ — دارالفکر بیروت — ۸۶/۱

[6] القرآن الکریم ۱۲/۴۹

سنیو سنیو اگر سُنّی ہو تو بگوش سُنو لیس لنا مثل السوء التی صارت فراش مبتدع کالتی کانت فراشا لکلب ہمارے لیے بُری مثل نہیں جو عورت کسی بدمذہب کی جورو بنی وُہ ایسی ہی ہے جیسے کسی کُتّے کے تصرف میں آئی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے کوئی چیز دے کر پھیر لینے کا ناجائز ہونا اسی وجہ انیق سے بیان فرمایا؛

العائد فی ھبتہ کالکلب یعود فی قیئہ لیس لنا مثل السوء[1]

اپنی دی ہوئی چیز پھیرنے والا ایسا ہے جیسے کُتّا قے کر کے اُسے پھر کھا لیتا ہے، ہمارے لیے بُری مثل نہیں؛

اب اتنا معلوم کرنا رہا کہ بدمذہب کُتّا ہے یا نہیں؛ ہاں ضرور ہے بلکہ کُتّے سے بھی بدتر و ناپاک تر، کُتّا فاسق نہیں اور یہ اصل دین و مذہب میں فاسق ہے، کُتّے پر عذاب نہیں اور یہ عذاب شدید کا مستحق ہے، میری نہ مانو سید المرسلین صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی حدیث مانو، ابوحاتم خزاعی اپنے جزء حدیثی میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالٰے عنہ سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اصحاب البدع کلاب اھل النار[2] بدمذہبی والے جہنمیوں کے کُتّے ہیں۔

امام دارقطنی کی روایت یُوں ہے؛

حدثنا القاضی الحسین بن اسمٰعیل نا محمد بن عبداللہ المخرمی نا اسمٰعیل بن ابان نا حفص بن غیاث عن الاعمش عن ابی غالب عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اھل البدع کلاب اھل النار[3]۔

(قاضی حسین بن اسمٰعیل نے محمد بن عبداللہ مخرمی سے انھوں نے اسمٰعیل بن ابان سے انھوں نے حفص بن غیاث سے انھوں نے اعمش سے انھوں نے ابو غالب سے انھوں نے ابوامامہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے حدیث بیان کی رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا) بدمذہب لوگ دوزخیوں کے کُتّے ہیں۔

۱؎ مسند احمد بن حنبل مروی از مسند عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ		دار الفکر بیروت	۱/۲۱۷
۲؎ فیض القدیر شرح جامع الصغیر	حدیث ۱۰۸۰	دار المعرفۃ بیروت	۱/۵۲۸
کنز العمال بحوالہ ابی حاتم الخزاعی	″ ۱۰۹۴	موسستہ الرسالۃ بیروت	۱/۲۱۸
۳؎ کنز العمال بحوالہ قط فی الافراد عن ابی امامہ	″ ۱۱۲۵	″ ″	۱/۲۲۳

ابونعیم حلیہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اھل البدع شر الخلق و الخلیقۃ[1] — بدمذہب لوگ سب آدمیوں سے بدتر اور سب جانوروں سے بدتر ہیں۔

علامہ مناوی نے تیسیر میں فرمایا:

الخلق الناس و الخلیقۃ البھائم[2] — خلق سے مراد لوگ اور خلیقہ سے مراد جانور ہیں۔ (ت)

لاجرم حدیث میں ان کی مناکحت سے ممانعت فرمائی۔ عقیلی و ابن حبان حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تجالسوھم، ولا تشاربوھم، ولا تؤاکلوھم ولا تناکحوھم[3] — بدمذہبوں کے پاس نہ بیٹھو، ان کے ساتھ پانی نہ پیو، نہ کھانا کھاؤ، ان سے شادی بیاہ نہ کرو۔

دلیل ہفتم: کتابیہ سے نکاح کا جواز عدم ممانعت و عدم گناہ صرف کتابیہ ذمیہ میں ہے جو مطیع الاسلام ہو کر دارالاسلام میں مسلمانوں کے زیرِ حکومت رہتی ہو وہ بھی خالی از کراہت نہیں بلکہ بے ضرورت مکروہ ہے۔ فتح القدیر وغیرہ میں فرمایا:

الاولی ان لا یفعل ولا یأکل ذبیحتھم الا للضرورۃ[4]۔ — بہتر یہ ہے کہ بلاضرورت ان سے نکاح نہ کرے اور نہ ذبیحہ کھائے۔ (ت)

مگر کتابیہ حربیہ سے نکاح یعنی مذکورہ جائز نہیں بلکہ عند التحقیق ممنوع و گناہ ہے، علمائے کرام وجہ ممانعت اندیشہ فتنہ قرار دیتے ہیں کہ ممکن کہ اس سے ایسا تعلقِ قلب پیدا ہو جس کے باعث آدمی دارالحرب میں وطن کر لے نیز بچے پر اندیشہ ہے کہ کفار کی عادتیں سیکھے نیز احتمال ہے کہ عورت بحالتِ حمل قید کی جائے تو بچہ غلام بنے۔ محیط میں ہے:

یکرہ تزوج الکتابیۃ الحربیۃ لان الانسان لا یأمن ان یکون بینھما ولد فینشأ علٰی طبائع اھل الحرب ویتخلق باخلاقھم فلا — حربیہ کتابیہ عورت سے نکاح مکروہ ہے کیونکہ انسان اس بات سے بے فکر نہیں ہو سکتا کہ اس سے بچہ پیدا ہو تو وہ اہلِ حرب میں پرورش پائیگا اور انکے طور طریقے اپنائے گا اور مسلمان بن بچے

---

[1] حلیۃ الاولیا — ترجمہ ابو مسعود موصلی — دار الکتاب العربی بیروت — ۸/۲۹۱

[2] التیسیر شرح الجامع الصغیر — تحت حدیث ماقبل — مکتبہ امام شافعی الریاض سعودیہ — ۱/۳۸۳

[3] الضعفاء الکبیر للعقیلی — حدیث ۱۵۳ — دار الکتب العلمیہ بیروت — ۱/۱۲۶

[4] فتح القدیر — فصل فی بیان المحرمات — نوریہ رضویہ سکھر — ۳/۱۳۵

يستطيع المسلم قلعه عن تلك العادة۔[1] ان کی عادات چھوڑنے پر قادر نہ ہوگا۔ (ت)

فتح اللہ المعین میں علامہ سید احمد حموی سے ہے:

عم مالوکانت حربیة ولکن مکروه بالاجماع لانه ربما یختار المقام فی دار الحرب ولانه فیه تعریض ولده للرق فربما تحبل وتسبی معه فیصیر ولده رقیقا وان کان مسلما وربما یتخلق الولد باخلاق الکفار۔[2]

جوازِ نکاح کا حکم کتابیہ حربیہ کو بھی شامل ہے لیکن یہ مکروہ ہے بالاجماع، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ بیوی کی وجہ سے دار الحرب میں قیام پسند کرلے، اور اس لیے بھی کہ اس میں بچے کو غلامی میں مبتلا کرنے کی سبیل ہوسکتی ہے کہ اس کی وہ حاملہ بیوی مسلمانوں کے ہاتھ قید ہوجائے تو بچہ بھی ماں کی وجہ سے قیدی ہوکر غلام بن جائے اگرچہ وہ مسلمان ہے نیز وہ بچہ دار الحرب میں کفار کی عادات کو اپنا سکتا ہے۔ (ت)

محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں بعد عبارت مذکورہ فرمایا:

وتکره الکتابیة الحربیة اجماعا لانفتاح باب الفتنة من امکان التعلق المستدعی للمقام معها فی دار الحرب وتعریض الولد علی التخلق باخلاق اهل الکفر وعلی الرق بان تسبی وهی حبلی فیولد رقیقا وان کان مسلما۔[3]

حربیہ کتابیہ بالاجماع مکروہ ہے کیونکہ اس سے فتنے کا دروازہ کھلنے کا اندیشہ ہے وہ یہ کہ بیوی سے تعلق مسلمان مرد کو دار الحرب میں رہنے پر آمادہ کرسکتا ہے اور بچے کو کفار کی عادات کا عادی بنانے کا راستہ ہے نیز بچے کی غلامی کے لیے راستہ ہموار کرنے کی کوشش ہے کیونکہ ہوسکتا ہے وہ بیوی حاملہ ہوکر مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوجائے تو بچہ بھی ماں کی وجہ سے غلام بنے اگرچہ وہ مسلمان ہوگا۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

قوله والاولی ان لایفعل یفید کراهة التنزیه فی غیر الحربیة ومابعده یفید کراهة التحریم فی الحربیة۔[4]

اس کے قول کہ "بہتر ہے نہ کرے" سے یہ فائدہ ملتا ہے کہ کتابیہ غیر حربیہ سے نکاح مکروہ تنزیہی ہے جبکہ اس کا مابعد بعد میں حربیہ کے بارے میں مکروہ تحریمی ہونے کا فائدہ دیتا ہے۔ (ت)

---

[1] بحرالرائق بحوالہ المحیط فصل فی المحرمات ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳/ ۱۰۳

[2] فتح المعین " " " ۲/ ۲۰

[3] فتح القدیر " نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۱۳۵

[4] ردالمحتار " داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۸۹

اہلِ انصاف ملاحظہ کریں کہ جو اندیشے ائمہ کرام نے وہاں مرد اور اولاد کے لیے پیدا کیے وہ زائد ہیں یا یہ جو یہاں عورت و اولاد کے لیے ہیں، وہاں مرد کا معاملہ ہے یہاں عورت کا، وہ حاکم ہوتا ہے یہ محکومہ، وہ مستقل ہوتا ہے یہ متلونہ، وہ مؤثر ہوتا ہے یہ متاثرہ، وہ عقل و دین میں کامل ہوتا ہے یہ ناقصہ، وہ اگر دار الحرب میں متوطن ہو گیا تو گنہ گار ہوا دین نہ گیا یہ اگر اس کی صحبت میں مبتدعہ ہو گئی تو دین ہی رخصت ہوا۔ بچہ بعد شعور اپنے باپ کی تربیت میں رہتا ہے وہاں باپ مسلم ہے یہاں بدمذہب، وہاں کافروں کی عادتیں ہی سیکھنے کا احتمال ہے یہاں خود مذہب کے بدل جانے کا قوی مظنہ، وہاں اگر غلام بنا تو ایک دنیوی ذلت ہے آخرت میں ہزاروں غلام کروڑوں آزادوں سے اعز و اعلیٰ ہوں گے یہاں اگر رافضی وہابی ہو گیا تو اخروی ذلت دینی فضیحت ہے، وہاں غلامی ایک احتمال ہی احتمال تھی اور یہاں یہ بدانجامی مظنون قوی، تو وہاں وہ اندیشے اگر کراہت تنزیہیہ لاتے یہاں یہ ظنون کراہت تحریمیہ تک پہنچ جاتے۔ ہم اوپر گزارش کر چکے ہیں کہ شرعاً جو چیز حرام ہے اس کے مقدمات و دواعی بھی حرام ہوتے ہیں، اور جب کہ وہاں اُن کے سبب کراہت تحریم مانیں تو یہاں اُن کے باعث کُھلی تحریم رکھی ہے۔ یہ تیسرا جواب ہے اُس شُبہہ کا کہ یہ اُن سے بھی گئے گزرے، مع ہٰذا شرع مطہر میں اگرچہ وہ مبتدع جس کی بدعت حدِ کفر کو نہ پہنچی آخرت میں کفار سے ہلکا رہے گا اُن کا عذاب ابدی ہے اور اس کا منقطع اور بعد موت دنیوی احکام میں بھی خفت ہوگی مگر اس کے جیتے جی اس کے ساتھ برتاؤ کافر ذمی کے برتاؤ سے اشد ہے اور اس کی وجہ ہر ذی عقل پر روشن، کافر ذمی سے ہرگز وہ اندیشہ نہیں جو اس دشمنِ دین مدعی اسلام و خیر خواہی مسلمین سے ہے وہ کُھلا دشمن ہے اور یہ مارِ آستین، اس کی بات کسی جاہل سے جاہل کے دل پر نہ جمے گی کہ سب جانتے ہیں یہ مردود کافر خدا اور رسول کا صریح منکر ہے، اور یہ جب قرآن و حدیث ہی کے حیلے سے بہکائے گا تو ضرور اسرع و اظہر ہے والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔ امام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں:

ان كانت البدعة بحيث يكفر بها فامره اشد من الذمى لانه لا يقر بجزية ولا يسامح بعقد ذمة وان كان مما لا يكفر به فامره بينه وبين الله اخف من امر الكافر لا محالة ولكن الامر فى الانكار عليه اشد منه على الكافر لان شر الكافر غير متعد

وہ بدعت جو مسلمان کو کفر میں مبتلا کر دے تو ایسا کافر بدعتی دار الاسلام میں ذمی کافر سے بدتر ہے کیونکہ وہ جزیہ کا پابند نہیں بنتا اور نہ ہی وہ عقد ذمہ کی پروا کرتا ہے اور اگر بدعت ایسی ہو جس کی وجہ سے بدعتی کو کافر نہیں کہا جا سکتا تو ایسے بدعتی کا معاملہ کافر کی نسبت سے اللہ تعالیٰ کے ہاں ضرور خفیف ہے لیکن اس کی تردید کا معاملہ کافر کے مقابلہ میں زیادہ اہم ہے کیونکہ کافر کا شر مسلمانوں کے لیے اتنا نقصان دہ

فان المسلمین اعتقادا واکفرۃ فلا یلتفتون الی قولہ اذلا یدعی الاسلام و اعتقاد الحق اما المبتدع الذی یدعوالی البدعۃ ویزعم ان مایدعوالیہ حق فھو سبب لغوایۃ الخلق فشرہ متعد فالاستحباب فی اظھار بغضہ ومعاداتہ والانقطاع عنہ وتحقیرہ والتشنیع علیہ ببدعتہ وتنفیر الناس عنہ اشد[1]

نہیں کیونکہ مسلمان اس کے کافر ہونے کی وجہ سے اس کی بات کو قابلِ التفات نہیں سمجھتے کیونکہ وہ اسلام اور حق کا مدعی نہیں بنتا لیکن گمراہ بدعتی اپنی بدعت کو حق قرار دے کر لوگوں کو اس طرف دعوت دیتا ہے اس لیے وُہ عوام الناس کو گمراہ کرنے کا سبب بنتا ہے لہٰذا اس کا شر زیادہ مؤثر ہے، ایسے شخص کو بُرا جاننا اس کی مخالفت کرنا، اس سے قطع تعلق کرنا، اس کی تحقیر کرنا، اس کا رَدکرنا اور لوگوں کو اس سے متنفر کرنا زیادہ باعثِ اجر و ثواب ہے۔ (ت)

یہ چوتھا جواب ہے اُس شُبہہ کا اَلحمدُ للہ آفتابِ حق بے حجاب سحاب متجلی ہوا اور دلائل واضحہ سے نہ صرف وہابی بلکہ ہر بدمذہب کے ساتھ سُنّیہ کی تزویج کا باطل محض یا اقل درجہ ممنوع وگناہ ہونا ظاہر ہوگیا، ہاں ہمارے بعض بھائیوں کا بعض متقی وہابیہ کے فریب سے دھوکا پاکر یہ عذر باقی ہے کہ یہ احکام تو ان کے لیے ہیں جو مذہبِ اہلسنّت سے خارج ہیں اور وہابی ایسے نہیں فلاں فلاں وہابی تو سُنّی ہیں، اس کا جواب اسی قدر بس ہے کہ عزیز بھائیو! دینِ حق کے فدائیو! دیکھو یہ دام درسبزہ ہیں دھوکے میں نہ آئیو، بھلا وہابی صاحب جو چاہیں بکیں وہاں نہ خوفِ خدا نہ خلق کی حیا، مگر پیارے سنّیو! تم نے یہ کیونکر باور کرلیا کہ بعض وہابی اہلسنت ہیں عزیزو! کیا یہ اس کہنے سے کچھ زیادہ عجیب تر ہے کہ فلاں رات' دن ہے یا فلاں نصرانی' مومن ہے۔ جب سنّت' وہابیت سے صاف مباین ہے تو ان کا اجتماع کیونکر ممکن ہے۔ ہاں یوں کہتے تو ایک بات تھی کہ فلاں فلاں لوگ جو وہابی کہلاتے ہیں وہابی نہیں اہلسنت ہیں۔ بہت اچھا، چشم ما روشن دلِ ما شاد، خدا ایسا ہی کرے، اگر واقع اس کے مطابق ہے تو ہمارا کیا ضرر، اور اس فتوے پر اس سے کیا اثر، فتویٰ میں زید وعمرو کسی کی تعیین نہ تھی، سائل نے وہابی کی نسبت سوال کیا مجیب نے وہابی کے باب میں جواب دیا فلاں اگر وہابی نہیں سُنّی ہے اس سوال وجواب دونوں سے بری ہے، فتوٰی کی صحت میں کیا شک پروری ہے۔ پھر عزیز بھائیو! یہ تنزلی جواب اس کے تسلیم ادعا پر مبنی ہے، ابھی امتحان کا مرحلہ باقی و دیدنی ہے، زبان سے کہہ دینا کہ ہم وہابی نہیں گنتی کے لفظ ہیں کچھ بھاری نہیں،

الٓمّٓ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنّا

کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اس زبانی کہہ دینے پر

---

[1] احیاء العلوم کتاب الالفۃ والاخوۃ بیان مراتب الذین یبغضون فی اللہ مکتبۃ ومطبعۃ المشھد الحسینی القاہرۃ مصر ۲/ ۱۶۹

وھم لا یفتنون[1] چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالٰی ہمیں کافی ہے اور وہ اچھا وکیل ہے کوئی حرکت اور کوئی قوت اللہ تعالٰی عظیم وبلند کی مشیت کے بغیر نہیں ہے۔ (ت)

بہت اچھا جو صاحب مشتبہ الحال وہابیت سے انکار فرمائیں امورِ ذیل پر دستخط فرماتے جائیں ع

کھوٹے کھرے کا پردہ کُھل جائے گا چلن میں

(۱) مذہبِ وہابیہ ضلالت وگمراہی ہے۔

(۲) پیشوایانِ وہابیہ مثل ابنِ عبدالوہاب نجدی و اسمٰعیل دہلوی و نذیرحسین دہلوی وصدیق حسن بھوپالی اور دیگر چُھٹ بھیے آروی بٹالی پنجابی بنگالی سب گمراہ بددین ہیں۔

(۳) تقویۃ الایمان وصراط المستقیم ورسالہ یکروزی وتنویر العینین تصانیفِ اسمٰعیل اور ان کے سوا دہلوی و بھوپالی وغیرہما وہابیہ کی جتنی تصنیفیں ہیں صریح ضلالتوں گمراہیوں اور کلماتِ کفریہ پر مشتمل ہیں۔

(۴) تقلیدِ ائمہ فرض قطعی ہے بے حصول منصب اجتہاد اُس سے رُوگردانی بددین کا کام ہے، غیر مقلدین مذکورین اور ان کے اتباع واذناب کہ ہندوستان میں نامقلدی کا بیڑا اٹھائے ہیں محض سفیہان نامشخص ہیں ان کا تارک تقلید ہونا اور دوسرے جاہلوں اور اپنے سے اجہلوں کو ترک تقلید کا اغوا کرنا صریح گمراہی وگمراہ گری ہے۔

(۵) مذاہبِ اربعہ اہلسنّت سب رشد وہدایت ہیں جو ان میں سے جس کی پیروی کرے اور عمر بھر اسی کا پیرو رہے، کبھی کسی مسئلہ میں اُس کے خلاف نہ چلے، وہ ضرور صراطِ مستقیم پر ہے، اُس پر شرعاً کوئی الزام نہیں ان میں سے ہر مذہب انسان کے لیے نجات کو کافی ہے تقلیدِ شخصی کو شرک یا حرام ماننے والے گمراہ ضالین متبع غیر سبیل المومنین ہیں۔

(۶) متعلقات انبیاء واولیاء علیہم الصلٰوۃ والثناء مثل استعانت وندا وعلم وتصرف بعطائے خدا وغیرہ مسائل متعلقہ اموات واحیا میں نجدی ودہلوی اور اُن کے اذناب نے جو احکام شرک گھڑے اور

---

[1] القرآن الکریم ۲۹/۲

عامۂ مسلمین پر بلا وجہ ایسے ناپاک حکم جڑے یہ اُن گمراہوں کی خباثت مذہب اور اس کے سبب انھیں استحقاق عذاب و غضب ہے۔

(۷) زمانہ کو کسی چیز کی تحسین و تقبیح میں کچھ دخل نہیں، امرِ محمود جب واقع ہو محمود ہے اگرچہ قرونِ لاحقہ میں ہو، اور مذموم جب صادر ہو مذموم ہے اگرچہ ازمنۂ سابقہ میں ہو۔ بدعتِ مذمومہ صرف وہُ ہے جو سنتِ ثابتہ کے رد وخلاف پر پیدا کی گئی ہو، جواز کے واسطے صرف اتنا کافی ہے کہ خدا و رسول نے منع نہ فرمایا، کسی چیز کی ممانعت قرآن و حدیث میں نہ ہو تو اسے منع کرنے والا خود حاکم و شارع بننا چاہتا ہے۔

(۸) علمائے حرمین طیبین نے جتنے فتاوے ورسائل مثل الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ وغیرہا ردِ وہابیہ میں تالیف فرمائے سب حق و ہدایت ہیں اور ان کا خلاف باطل و ضلالت۔

حضرات! یہ جنت سنت کے آٹھ باب ہادیٔ حق و صواب ہیں، جو صاحب بے پھیر پھار بے حیلۂ انکار بکشادہ پیشانی ان پر دستخط فرمائیں تو ہم ضرور مان لیں گے کہ وہ ہرگز وہابی نہیں، ورنہ ہر ذی عقل پر روشن ہو جائیگا کہ منکر صاحبوں کا وہابیت سے انکار نرا حیلہ ہی حیلہ تھا، مسمے پر جینا اور اسم سے رمنا، اس کے کیا معنے ؏

منکر می بودن و در رنگِ مستاں زیستن

(منکر ہونا اور مستوں کے رنگ میں جینا۔ ت)

واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم[1] (اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی ہدایت عطا فرماتا ہے۔ ت)

الحمد للہ کہ یہ مختصر بیان تصدیق مظہر حق و تحقیق اوائل عشرۂ اخیرۂ ماہ مبارک ربیع الاول شریف سے چند جلسوں میں بدرسمائے تمام اور بلحاظِ تاریخ "ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار" نام ہوا، وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا و مولٰنا محمد و اٰلہ و اصحابہ اجمعین والحمد للہ رب العلمین۔

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۱۳